

لیکچر امام غزالی

ترجمہ سالہ المنقذ من الضلال

متوجہ

حافظ محمد انور علی صاحب جوڈیشل اکسپرائسٹنٹ کٹشربا در

بفرمائش

منشی فضل الدین تاجرتب قومی و مالک و مہتمم انجمن اشاعت

لاہور کشمیری بازار

۱۸۶۹۲

(مکتبہ و مکتبہ پائین)



فَمَنْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ إِنَّهُ يُجْزِيهِ بِشَيْءٍ صَاحِلًا وَمَوْجِلًا

ہو نور یقینہ اللہ تعالیٰ فی القلب

الحمد للہ کہ یہ ترجمہ رسالہ مقدم من الضملاں امام محمد غزالی رحمہ اللہ

موسومہ

لیکچر امام غزالی رحمہ اللہ

بفرمایش

منشی فضل الدین تاجرتب قمی مالک اخبار ایشٹ۔ لاہور کشمیری مارا

سید ۱۸۹۲ء

مکتبہ پریس لاہور میں چھپا

# قومی بچپین کا نمونہ

حامیان اسلام! قومی

آپ کی لائبریری یا کتب خانہ کی الماریوں میں مندرجہ ذیل کتابیں ضرور ہونی چاہئیں  
کیونکہ یہ وہ کتابیں ہیں جن سے قوم کی خستہ حالی کی طوٹ عوام الناس کو توجہ دلائی  
گئی ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے افسردہ دلوں میں تاثیر کی برقی دھڑائی پیدا کی ہے  
ہیں جو ملکی اور قومی اغراض کیلئے افسردہ دلوں کا اثر رکھتی ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنکے دلچسپ  
معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں کیا ہونا چاہیے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے  
غمرہ دلوں کے واسطے بچانے کا کام کیا ہے۔ زیادہ نہیں تو ایک ایک کالی کو  
لیئے ضرور وہی ارشاد ہو گیت: "ہدایہ فیضیہ" و "پہلے پارس"۔ و "وہو ہند"

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
دکھش حصہ اول	۶	حسن انجلینا	۶
دوم	۸	شام نائین اور پارہتی	۱۲
ولپچ حصہ اول	۶	بزم خیال حصہ اول	۱۲
دوم	۸	دلریا	۶
دلفریب حصہ اول	۶	مہابھارت حصہ اول	۱۰
سلطان ترک آرا	۶	مہتاب بیگم	۶
سلطان وحشت آرا	۱۲	زن مرید	۶
عمر پاشا ہر دو حصہ	۶	حامد و گہار	۶
فاتحہ جنگالہ	۶	البرٹ بل	۶
درگیش فندلی	۶	ڈاکٹر اوریر	۱۲
ملک العزیز ورجنا	۶	فریب وفا	۱۲
منصور مہنہا	۶	تعبیر خواہ	۱۲
		جام سرشار	۶
		آئینہ روزگار	۶
		نمودہ وفا	۶
		سوزن عشق	۱۲
		الردین لیلیٰ	۱۲
		حاجی بابا خفہانی	۱۲



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب حمد و ثنا اُس حکیم علی الاطلاق کو نمایاں ہیں جس نے اپنی حکمت کا مکمل طرح طرح کی اشیاء پیدا کیں۔ اور ان میں خواص ذاتی اور یقیناً کمالیہ رکھے جیسے علم سے عقل جزوی تا قاصر رہی۔ اور ان میں کمال اور حقائق اشیاء پر انہیں کو اطلاع بخشی جنکو طور نبوت سے حصہ دیکر انسان کامل بنایا۔ اور اپنا خلیفہ کیا۔ جس سے افضل اور سب سے اعلیٰ انسان کامل اور خلیفہ اللہ اور رسول اللہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں جن کا نام نامی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔ اور جس کے دل میں اتباع اور پیروی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نور اسلام پیدا ہوا اُس نے ہی ان دقائق و حقائق واسرار پر اطلاع پائی اور وہ انوار واسرار اُس پر منکشف ہوئے جو عقل غریزی اور جردی سے مخفی اور پوشیدہ تھے۔ اما بعد آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ آجکل جو فلسفیت کا بہت زور ہے اور کثرت صاحبان یہ نہیں جانتے کہ حقیقت دین اسلام کیا ہے جس کے وہ خواہاں ہیں۔ اور کونسی فلسفیت محمود اور کونسی فلسفیت مذموم ہے۔ اس لیے محققان صوفی ازم سوسائٹی نے چاہا کہ رسالہ منقذ من الضلال امام ہمام حجت الاسلام حضرت محمد غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ شایع کرے تاکہ طالبان دین اسلام کو حقیقت امور شرعیہ معلوم ہو۔ اور اُس میں اپنی ناقصی سے جو گفتگو کریں اُس سے محترز ہوں۔ اس ترجمہ کا نام لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ رکھا گیا۔ اور حاشیہ پر چل عبارت رسالہ کو بھی لکھا گیا۔ تاکہ اگر کہیں غلطی ہو گئی ہو تو اُس کو بتایا جاوے۔ مگر اطلاع رہے کہ یہ ترجمہ مراد سی بجاوردہ اردو کیا گیا ہے اس لیے بعض عبارت کا مطلب لکھا گیا ہے نسخہ لفظ ترجمہ نہیں کیا گیا۔

راہت  
ایک ممبر محمدان صوفی ازم سوسائٹی







المؤلف قدس سرہ  
عہد بن الصلوات  
راہ صیان النصار  
لکھنؤ  
عہد بن الصلوات  
راہ صیان النصار  
لکھنؤ  
عہد بن الصلوات  
راہ صیان النصار  
لکھنؤ

اسلام و مسیحیت  
الحديث النبوي  
رسول الله صلى الله عليه  
وسلم حيث قال  
كل من ادعى علي  
فطرته فليس مني  
يقودانه وينصانه  
انه ويحياته  
فمن ادعى علي  
فطرته فليس مني  
يقودانه وينصانه  
انه ويحياته  
فمن ادعى علي  
فطرته فليس مني  
يقودانه وينصانه  
انه ويحياته

تقلید کا پھندا میرے گلے سے نکل گیا اور جو عقاید سرور  
بچپن سے میرے ذہن نشین تھے اُن کا شیشہ ٹوٹ گیا۔  
کیونکہ میں نے دیکھا کہ عیسائی بچن کا نشوونما عیسائی  
مذہب پر ہوتا ہے اور یہودیوں کا یہودیت پر اور  
مسلمان بچن کا اسلام پر۔ اور یہ حدیث نبوی بھی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی میں نے سنی تھی کہ ہر ایک اڑکا  
فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اُس کے باپ اُسے یہودی  
کر لیتے ہیں یا عیسائی بنا لیتے ہیں۔ پس میرے دل سے  
یہ چاہا کہ حقیقت فطرت اصلہ کو اور حقیقت اُن عقاید کو  
جو تقلید والدین اور اُستادوں سے پیدا ہو جاتی ہیں دریافت  
کرے اور اُن تقلیدات اور تعلیمات میں تمیز کرے جن کی  
وجہ سے تیر حق و باطل میں اختلافات ہیں۔ تب میں نے  
اپنے دل سے کہا کہ تیرا مطلب علم حقائق اور سے ملے ہوگا  
مگر پہلے تجھ کو علم کی مابیت معلوم کرنی چاہیے کہ وہ کیا  
ہے۔ پس مجھ کو معلوم ہوا کہ علم وہی علم یقینی ہے جس سے شے  
معلوم سطح پر مشکف ہو جائے کہ اُس میں کسی طرح کا شک  
دریہ باقی نہ رہے اور وہم و غلط کا امکان یہاں تک اٹھ جائے

لے اس تقلید سے مراد تقلید شرعی نہیں ہے جیسا کہ بیان آئندہ سے ظاہر ہوگا۔

الحديث النبوي  
رسول الله صلى الله عليه  
وسلم حيث قال  
كل من ادعى علي  
فطرته فليس مني  
يقودانه وينصانه  
انه ويحياته  
فمن ادعى علي  
فطرته فليس مني  
يقودانه وينصانه  
انه ويحياته  
فمن ادعى علي  
فطرته فليس مني  
يقودانه وينصانه  
انه ويحياته

حاصل فخراته و  
 فلسفه او و قصه او  
 علی آنکه فلسفه و  
 منطق او و اجتهاد  
 فی الاطاع علی غایت  
 کلامه و جلالت  
 و خصوصیات او و  
 علی الحق و علی  
 صفت و کمال  
 او و از حد ما  
 الیه حاصل عبادت  
 و از حد ما  
 او و نجس و  
 لکنه و اسباب  
 جراته فی تطایف  
 او و قد

كان التعطش الى  
ماء حقا في الامم  
عربي وديون في كل  
صناعات في كل  
صناعات في كل  
صناعات في كل  
صناعات في كل







[illegible]

خطرت لی عنہ  
الغافل عن نقصان  
لذا انما علقوا بالعلم  
تتبعوا اولادکم  
ولیس فیہ نصب  
لیکلیہ لیس  
ہو اولیہ فاذا راہ

جب یہ اندیشہ میرے دل میں گذرے  
تو میں اپنے ظہ میں بہت کراہ۔ ہر چند  
میں نے چاہا کہ اس مرض کا علاج کروں  
لیکن کچھ بن نہ پڑا۔ کیونکہ اس مرض کا دفعہ  
بدون ثبوت اور دلیل کے ہو نہیں سکتا۔  
اور دلیل و ثبوت کا قائم کرنا بدون اس کے  
ہو نہیں سکتا کہ علوم اولیات سے اس کو  
مرکب کیا جائے۔ مگر اُن پر اعتبار نہ رہا۔  
اس لیے یہ مرض لاعلاج اور نہایت مشکل معلوم  
ہوا۔ اور تہیب دواہ کے لاحق رہا۔ ان دواہ میں  
میرا حال مثل سقطاقی لوگوں کے رہا۔ مگر یہ صرف  
حال غما نہ نطق اور مقال۔ بعد اُس کے اللہ تعالیٰ  
نے مجھ کو اس مرض سے شفا بخشی۔ اور طبیعت  
اعتدال کی طرف رجوع ہوئی۔ کہ میں ضروریات عقلیہ  
کو یقین کے ساتھ تسلیم کرنے لگا اور خطا سے محفوظ  
ماننے لگا۔ مگر یہ تسلیم آخر تہیب دلیل اور نظم  
کلام سے نہ تھی۔ بلکہ اُس نور سے تھی جو حضرت  
حق شجائے میرے دل میں ڈالا تھا۔ اور شمع صمد  
فراہ تھا۔ اور یہی نور اکثر عرفانی اور کی تالی اور کلید ہے

مسئلہ لکلیہ لیس  
تتبع اولادکم  
هذا الذی دواہم  
قربا من شہدین  
انافہما علی  
مذہب السفسطہ  
بجملہ الحال لا  
والحال فی النطق  
قال من ذالک  
الارض فی النطق  
الی الاصلہ والاعتدال  
ووجہ الضرویات  
القطبیہ مقبولہ  
موقوفہ علی

ان ویعین او  
بکن ذالک بنظم  
ذکر ذالک  
فلما فرغ  
فی الصمد  
وذاک الذی  
مفاجع  
العارفین  
ان الکشف

اور درست میں مان آنا کہہ سکتے ہو کہ اس حالت کی نسبت سے حتیٰ ہیں۔ لیکن اگر اس حالت پر کوئی اور حالت طاری ہو جاوے جسکو آپجی حالت بیداری سے وہی نسبت ہو جو حالت خواب کو بیداری سے تھی۔ اور جسکی نسبت آپکا یہ عالم بیداری مثل عالم خواب کے ہو۔ تو آپ کو یقین ہو جائیگا کہ کچھ آپ نے عقل کے زور سے خیالات پکائے تھے وہ توہمات لاحاصل تھے اور شاید یہ حالت وہی حالت ہو جس کا دعویٰ اہل تصوف کرتے ہیں کیونکہ جب وہ اپنے آپ سے غایب اور بے ہوش ہوتے ہیں اور اپنے باطن میں مستغرق اور محو۔ تو اُس وقت وہ ایسے حالات دیکھتے ہیں جو عقلی امور کے برخلاف ہوتے ہیں۔ یا شاید یہ حالت موت ہو۔ جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مرتے تب جاگیں گے) پس ایسی صورت میں حیات دنیوی بہ نسبت عالم آخرت کے حالت خواب ہوگی اور جب کوئی مرتکا اُسکو عالم آخرت کی اشیاء خلاف مشاہدہ عالم حیات کے ظاہر اور ثابت ہو چکی اور اُس وقت یہ قول ثابت آئے گا

(فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْبَاطِنِ) (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے غطاء ہٹا دیا اور تیرا نظر (آج تیرے لیے)

الحياة الدنيا والآخرة  
بالإضافة إلى الآخرة  
فإذا ماتت طمأنينة  
له الأسيا على  
خلاف ما تراه  
لأن وقيل له  
عند ذلك  
(فكشفتنا عنك  
عقوباتك فيك  
اليوم صديق  
فلما





یہودیہ بشرح  
صدر الاسلام  
فقہ (صوفیہ عقائد)  
اللہ تعالیٰ فی القلب  
فیصل و ماعلاشہ  
فقال را الحاق  
عن مدر العزیز  
وکانابۃ الالفاظ  
وهو الذی قال  
علیہ السلام  
فیما قالہ تعالیٰ  
خالق الخلق وخالقہ  
شہر ش علیہ  
من نوعی (ممنون)  
الانور بنجیان بطیب  
الاکشف و ذوات  
الانور بنجیان  
من جنود الکلی  
فیض الامین  
عجب الامین  
تکافالعلیہ  
السلام لان  
رجا  
مناجی  
دعای

یس جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ کشف و تحقیق صرف دلائل پر موقوف و منحصر ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع کو تنگ اور محدود کر دیا۔ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے شیخ صدر آیت فمن ید الله ان یهدیہ بشرح صدرہ للاسلام پوچھے گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (وہ ایک نہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دیتا ہے) پھر پوچھا گیا کہ اس کی علامت کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (دینا سے منہ پھیرنا جو دار غرور ہے۔ اور عاقبت کی طرف رجوع کرنا جو دار پائیدار ہے) اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے خلقت کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر اُن پر اپنا نور چھڑکا پس اس نور سے کشف کو طلب کرتا چاہیے نہ صرف دلائل عقلیہ سے۔ اور چونکہ یہ نور جو دو رمت الہی سے بعض مستعدوں کے دلوں میں پڑتا ہے۔

من جنود الکلی  
فیض الامین  
عجب الامین  
تکافالعلیہ  
السلام لان  
رجا  
مناجی  
دعای



الحمد لله الذي  
نفعني

بفضلہ وسعہ

اصناف

اصناف الطالبين  
عند وفاء

عند وفاء  
وفاء

طوبى  
للعاملين

مجلس السامي  
القطري

والنظر في  
مصر من مصر

الشيخ محمد بن عبد الله

بإقتضائهما

والفلاستوفيل

فی صواب المسئلة  
فلم یجاء کادوا  
شیئ من خلق  
الشی علی اهلها  
فان الله تعالی  
طافته المتکلمین  
حکمت و اعیضهم  
من شیئ یفسد  
من یکتشف من  
المتکلمین اهل الحق

المجدد علی خلق  
السنن المذنب  
نشی علم الکلام  
و اهل فقهنا  
طافته منہم  
نذرہم جلالہ  
الیہ فاحسن الذریع  
حکمتہ و انصال

عن العبد المذنب  
القہیل من النبوۃ  
و القہیل من وجہ  
ما احل فی البیوت  
و کما انہم اعتمدوا  
فی ذلک علی مقدر  
نہم و اهل حق

و انہم اعتمدوا  
فی ذلک علی مقدر  
نہم و اهل حق  
کما انہم اعتمدوا  
فی ذلک علی مقدر  
نہم و اهل حق

نے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر ایسی بدعات  
کھڑی کر دیں۔ جو عقیدہ اہل سنت کے برخلاف تھیں۔ اور وہ  
لوگ ان بدعات پر مصر ہوئے۔ اور قریب تھا کہ عقیدہ  
اہل حق میں تشویش پڑ جاوے۔ تب اللہ تعالیٰ نے  
متکلمین کا گروہ پیدا کیا اور ان کے دلوں میں سنت کی  
نصرت کرنے کا داعیہ ڈالا تاکہ کلام مرتب اور دلائل سے  
پر عین کی ان نئی بدعتوں کی قلمی کہلیں جو سنت ماوراء  
کے برخلاف ہیں۔ اس طرح سے علم کلام اور متکلمین پیدا  
ہوئے ان میں سے بعض متکلمین نے لوگوں کو راہ حق کی  
طرف لانے پر خوب ہی اعتراض وقع کیئے۔ اور جو  
عقیدہ ان کو حضرت نبوت سے پہنچا تھا اُس پر تیر اندازوں  
کا سنجی مقابلہ کیا۔ اور جو بدعات اُس کے اندر اہل بدعت نے  
پیدا کر دیئے تھے انکو دُور کیا۔ لیکن متکلمین نے اسباب  
میں بعض مہذبات مسلہ خصم پر اعتبار و اعتماد کیا۔ ان امور  
مسلہ کی تسلیم پر مباحثات اور مناظرات میں۔ یا تو تقلید  
کے سبب سے مجبور ہوئے یا اجماع امت کی  
جہت سے۔ یا خود اُنھوں نے قرآن و حدیث  
سے لیکر انھیں قبول کر لیا۔ یہ لوگ فریق  
مخالف کے مقابلہ میں کُشد اور مسلہ سے کام



مختلف باختلاف  
الاداء وكيفية  
وفاة من يقع  
به من قبل وخصر  
بما يشاء  
القول في حكايا  
الفلاسفة  
الذين سماؤا ولا  
يرون

ادویہ بہ حسب اختلاف امراض کے ہوتے ہیں۔ اور بعض موثرین ایسی ہوتی ہیں کہ ایک مریض کو تو اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور دوسرے مریض کو اُن سے ضرر ہوتا ہے۔

قول فلسفہ کے حامل کے بیان میں

اور اس بیان میں کہ کونسا امر ان کا ایسا ہے جمین  
 ان کی بدست کرنی چاہئے اور کونسا امر ان کا ایسا ہے  
 جمین ان کی بدست نہ کرنی چاہئے اور کونسا امر ان کا  
 ایسا ہے جو قائل کو کافر کر دیتا ہے اور کون  
 ایسا ہے جو کافر نہیں کرتا ہے اور کونسا امر  
 ایسا ہے جمین ان کو مستمع کہا جاتا ہے اور  
 کونسا امر ہے جمین ان کو متبع نہیں کہا جاتا اور  
 ممکن ہے وہ امور میں جنگو انہوں نے اہل حق کی کلام  
 سے اس لئے چورا لیا ہے کہ اُسکے نزدیک اپنی کلام باطل  
 کی ترویج دین اور اس بیان میں کہ کس وجہ سے اس  
 حق سے لوگوں کو نفرت ہو جاتی ہے اور اس بیان میں کہ جو تحقیق  
 حق خالص کا صرف ہو وہ کیونکر اس سے خلاصی پاسکتا ہے اور  
 ان کی کلام میں سے کہے اور کہوٹے کو پرکھ سکتا ہے ؟

و ما نذر  
نذیر قاتل و کافر  
قاتل و کافر  
و سائیدم فی بیان  
یادداشت در بیان  
ماست فقه من  
کلام اهل الحق

لن يخرج من العلم في  
صحيح ذلك و  
كيفية حصول  
نفوذ النفس من  
ذلك الحق وكيفية  
استخلاص صفات  
الحقائق الحق  
الخالص من

منه

فی استخراج مناقضات  
الخصوم و موافقات  
ملوئین مسلما  
هذا قليل القوي  
جبن كالمرو  
الخصم ياتنبر  
اصلا في الكلام  
فمن ينفذ في الكلام  
الذي كنت اتكلم  
شكافا فمسلما  
شكافا فمسلما  
وكترا الخ من فيه و

لے تھے۔ اور استخراج مطالب کا انہیں سے کرتے تھے  
مگر یہ اہر اس شخص کے حق میں زیادہ مفید نہیں جو  
سوائے ضعیفیت کے اور کسی چیز کو نہ مانتا ہو۔ اس لیے  
میرے حق میں یہ علم کلام کافی نہ تھا۔ اور جس مرض  
کی مجھے شکایت تھی اس کی شفا اس سے نہ پہنچتی تھی۔  
تو جب علم کلام نکلا اور اس میں بہت غور ہوتی رہی  
تو دیر تک متکلمین عقاید اہل سنت سے اعتراضات کو  
بذریعہ بحث متقابل اور کے دفع کرتے رہے۔ مگر اس میں  
جو اہر و اعراض اور ان کے احکام کی بحث بہت بڑھ گئی۔  
اور چونکہ ان کے علم کا مقصد یہ نہ تھا۔ اس لیے ان کا کلام  
مقصد اقصیٰ کو نہ پہنچا۔ اور اس سے یہ بات حاصل  
نہ ہوئی کہ خطرات حیرت جو اختلافات خلق میں ہے  
وہ بالکل دور ہو جائے اور ممکن ہے کہ میرے سوائے  
کسی اور کو یہ فائدہ حاصل ہوا ہو۔ اور اس میں کچھ  
شک نہیں ہے کہ بہت لوگوں کو اس سے فائدہ حاصل  
ہوا ہے۔ مگر تاہم یہ حصول بعض امور میں جو اولیات سے نہیں  
میں تقلید کی ملاوٹ سے خالی نہیں ہے۔ اور یہاں میری  
غرض اپنے حال کی حکایت ہے نہ ان لوگوں کا انکار جن کو اس  
علم کلام سے شفا ہو چکی ہے۔ کیونکہ شفا کے لیے مختلف

کیون قد يصل  
ذلك الصديق  
لست اشك في حصول  
ذلك ولا في حصول  
بالتقليد في بعض  
الامور التي ليست  
من الاوليات  
لان حكمها خارج  
عن استغناء جليل  
وغيره اشفا



کیر نام خوالی مع

من الكتب مجتبه المطاوعة  
من كتب الاستاذات والفتاوى  
على من الكتب والفتاوى  
والاستاذات والفتاوى  
والاستاذات والفتاوى

کوشش کی۔ اور یہ میری تحصیل صرف مطالعہ کتب فلسفہ کے فریضے سے بدون کسی معلم اور استاد کے تھی اور میرا یہ کام دس تدلیس اور تصنیف علوم شرعیہ سے فراغت کے وقت ہوتا تھا۔ حالانکہ تین سو طالب علم مدرسہ بغداد میں مجھ سے علوم پڑھتے تھے اور سایہ اٹھاتے تھے۔ مفاد ثانی نے صرف مطالعہ ہی کے فریضے سے اُن متفرق اور عاریتی وقتوں میں دو سال سے بھی کم عرصہ میں علم فلسفہ کی انتہاء صہ تک مجھے پہنچا دیا پھر میں ہمیشہ اس میں سوچ بچار کرتا رہا۔ اور آپ سال تک اُسی کو اُلٹ پھیر کرتا تھا اور دوہراتا تھا۔ اور اُسکے نقص اور مفاسد کی تلاش کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں جو داؤ پیچ اور عمدہ اور خراب خیال تھے اُن سب پر مجھے اس قسم کی اطلاع حاصل ہوئی کہ جہاں مجھے کوئی شک باقی نہ رہا۔ اب آپ فلاسفہ کا حال اور ان کے علوم کے نتائج سنئے۔ مجھے کہ اس دریافت میں تحقیق ہوا کہ اگرچہ فلاسفہ کئی قسم کے ہیں اور اُن کے علوم کئی مکتب کے۔ مگر ہا اینہہ کثرت اُن سب پر کفر و لحاد کا دافع اور دھما لگتا ہے گو اُنکے متقدمین

الطلبہ بغداد  
فالمطالعین للفتاوی  
مجتبه المطاوعة  
هذه الاوقات  
المختلفة  
منتهی علوم  
اقلام مستنیرین  
لما لای اوطاع  
التفکیر فیہ  
والمراودہ والفتاوی  
والمطالعین للفتاوی  
ما فیہ من خدای علی  
تدلیس و تحقیق  
المطالعین للفتاوی  
فاسمع کلام الشافعیہ  
و حکایت حکایت

من الكتب مجتبه المطاوعة  
من كتب الاستاذات والفتاوى  
على من الكتب والفتاوى  
والاستاذات والفتاوى  
والاستاذات والفتاوى

والفساد في الدنيا  
عامة ففضلنا من  
يدعي دقات العلوم  
فعميت ان  
فهمه والاطلاع  
على ما هو رقيق  
على ما هو رقيق  
عقبات الجنبات  
تخصيل ذلك  
العلم

کائنات الخوض فیہ  
 علم شریعہ اعضا  
 حجاب غایب  
 حاکمہ فاضلہ  
 بعد الی الاعتراف  
 قیادہ حکمہ مطاع  
 علم غایت الامور  
 ومقاصدہا

مطالع التشریح  
 مناقح الاعضاء  
 مطالع الاوجیل  
 لهذا العلم  
 الضمیر تکبیل  
 تدبیر الیافی  
 السجایة  
 الانسان الحیات

عن الطبیعة  
 فضاء  
 النراج  
 فی مقام  
 بیفلفن ان القفا  
 العاقلة من الانسان

الصاواغابیل  
 بطلان مزاج  
 فینعدم اذا  
 فلا یقتل عاده  
 العلم من انما  
 فتنه  
 ان النفس  
 ولا یفقد  
 بالانسان  
 الحیات  
 فتنه

میں اور نیز علم تشریح اعضائے حیوانات میں بہت غور کیا  
 ہے جس سے انھیں اللہ تعالیٰ کے عجایب صنع اور برائع  
 حکمت اس کثرت سے نظر آئیں کہ وہ ایسے قادر حکیم کے  
 عت افتخار اور اقرار پر جرم ہر ایک اور مقصد کے قیادت  
 پر مطلع ہونے مجبور ہوئے جو شخص علم تشریح اور عجایب  
 صنایع اعضا کا مطالعہ کرتا ہے اسکو اس امر کا علم ضروری  
 حاصل ہوجاتا ہے کہ بنیت حیوان اور خصوصاً بنیت  
 انسان کا بانی کمال تدبیر رکھتا ہے۔ اور بڑا مدبر ہے۔  
 مگر چونکہ ہر ایک طبیعت کے حالات میں بہت غرض  
 و غور کرتے رہے ہیں اس لیے ان کو یہ ظاہر ہوا کہ تمام  
 قوتے جملی میں اعتدال مزاج کی بڑی تاثیر ہے۔ اور  
 اس سے ان کو یہ گمان ہو گیا کہ انسان میں جو قوت غلبہ  
 ہے وہ بھی ان کی مزاج کے تابع ہے۔ اور جب وہ  
 مزاج نہیں رہتا تو قوت عاقلہ بھی جاتی رہتی ہے اور  
 جب وہ جاتی رہتی ہے اور معدوم ہوجاتی ہے تو پھر نہیں  
 آتی۔ کیونکہ عقلانہ اعادہ معدوم کا نہیں ہو سکتا۔ اس  
 سے انھوں نے یہ گمان کیا کہ نفس بھی جب مزاجیگا  
 تو پھر خود نہ کریگا۔ اور اس گمان سے وہ آخرت کے اور دفع  
 اور بہشت اور حشر و حساب کے منکر ہو گئے۔ پس ان کے









ریاضی و منطق - طبیعی - انسانی - سیاسی - تمدنی - علمی - اخلاقی - علم  
 ریاضی میں علم مفصلہ قل داخل ہیں - حساب ہندسہ  
 ہیت عالم - ان میں سے کوئی بھی امور دیشہ سے تعلق نہیں  
 رکھتا نہ از روئے نفی کے نہ از روئے اثبات کے - بلکہ  
 یہ سب اور بڑا شہ ہیں - جن کے سمجھنے اور سوچنے کے  
 بعد ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے - لیکن ان علوم ریاضیہ

سے دو آفتیں پیدا ہوجاتی ہیں -  
**اول آفت** یہ کہ جو شخص ان علوم کو دیکھتا ہے اُسکے بارگاہ  
 نقیض اور پختہ اور واضح حلال سے متعجب ہوجاتا ہے  
 ایسے فلاسفہ کو وہ اچھا جاننے لگتا ہے - اور اُس کے  
 دلی میں یہ گمان فاسد برکسج ہوجاتا ہے کہ فلاسفہ  
 کے سارے علوم وضع اور وثاقت بڑاں میں ایسے  
 ہی پختہ ہیں - جیسا کہ یہ علم ریاضی ہے بعد ازیں اُسکے  
 کان میں ان کے وہ کلمات اور نغایات پہنچتے ہیں جو  
 اور شریعت کے برخلاف اُنکی زبان زد ہیں - پس  
 محض تقلید سے اُن آواز کو مان کر کافر ہوجاتا ہے  
 اور یہ خیال کرتا ہے کہ اگر دین اسلام ہوتا تو فلاسفہ  
 پر کیوں متفیق رہتا ہے باوجودیکہ ان لوگوں نے  
 اس میں بہت تحقیق و تدقیق کی ہے اور پھر وہ یہ سمجھتا ہے

بعد نقصان و ہرجا  
 و خدا تعالیٰ  
 منہا انکار لاول  
 من غیر ما یجب  
 من دقتھا و من  
 غیور بالہیجہ  
 فی نفسہ تبسیر  
 فلک اعتقادہ فی  
 الفلاسفہ و تبسیر  
 ان جمیع علوم  
 فی ان وضع وثاقت  
 الایمان کہندہ  
 العلم نہی  
 قد جمع سب  
 و تعلیم و تحقیق  
 بالشیع متناولہ  
 الا ان کیف الثقل  
 المعض و یفصل  
 لو کان الدین تھا  
 لا اختص سب  
 فہذا العلم  
 بالانسان کہندہ  
 و جملہ

ریاضی و منطق - طبیعی - انسانی - سیاسی - تمدنی - علمی - اخلاقی - علم  
 ریاضی میں علم مفصلہ قل داخل ہیں - حساب ہندسہ  
 ہیت عالم - ان میں سے کوئی بھی امور دیشہ سے تعلق نہیں  
 رکھتا نہ از روئے نفی کے نہ از روئے اثبات کے - بلکہ  
 یہ سب اور بڑا شہ ہیں - جن کے سمجھنے اور سوچنے کے  
 بعد ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے - لیکن ان علوم ریاضیہ



کائنات عقداً لا یستلزم  
منبع علی الجہل و  
انکار الہیجان القاطع  
فہذا دالہ فلسفۃ  
حیا و الاسلا و فیض  
و لقد عظم علی الدین  
خباۃ من یکن  
ابن الاسلام بنیسی  
بانتا حذوہ العلو و یو

ذالک شیخ تھیں  
لہذا العلو و یو  
و لہذا تھیں  
ہذا العلو و یو  
لا و یو  
و قوله علی التلا  
ان الشمس والقمر

ایمان میں آیات اللہ  
کی عین کلمات اللہ  
و لہذا تھیں  
ذالک فافقوا  
ذالک اللہ تعالیٰ و لہ  
الصلوۃ (سید)  
ہذا ما وجب انک

دلائل میں تو شک نہ پڑا بلکہ اسلام کی نسبت یہہ  
گمان ہو گیا کہ اسلام کی بناء جہل اور انکار برہان قاطع پر  
ہے۔ اس لیے اُن کے دل میں فلسفہ کی محبت بڑھ گئی اور  
اسلام کی عداوت جم گئی (نور ہامد منہا) بیشک اُن لوگوں  
نے بہت بُرا کیا ہے جنکے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ  
دین اسلام کی نصرت علوم ریاضیہ کے انکار سے ہو سکتی  
ہے حالانکہ شریعت میں ان علوم کی بابت کوئی تذکرہ  
نہیں ہے و بطور انکار کے نہ بطور اقوار کے اور نہ  
ان علوم میں اور دینیہ کی بابت کچھ مزاحمت ہے۔  
اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان  
ہیں۔ ان کا کسوف اور خسوف کسی کی موت اور زندگی  
سے نہیں ہوتا۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ تم کا ذکر کرو  
ان بیانات میں علم حساب کا انکار نہیں نکلتا جس سے  
سورج اور چاند کی حرکت اور اُن کا اجتماع اور مقابلہ خاص  
وجہ پر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ الفاظ منسوب بہ حدیث کہ  
لکن اللہ اذا تجتے بشی خضع لہ (یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی چیز  
کو اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو وہ چیز اُسکے سامنے جھک جاتی ہے)  
علم حدیث کی صحیح کتابوں میں پائی نہیں جاتی یہ بیان

فی الصالح  
ہذا ان یبدا  
لہ فیلس توجہ  
انما فی خضع  
ولما قواہ لکن  
علی جم مخصوص  
اصطلاحاً و لہذا  
الشمس والقمر  
المعروف بمسیر  
علم الحساب





کچھ امام غزالی سے

[illegible]

وكيفية  
فكرها على الصبح  
وكيفية ترتيبها  
ان العلم اما تضيق  
سبل مرقة الخلد  
واما تضيق سبل  
مع هذا البرهان  
ليس في هذا  
ميتن ان ينكر  
هو من جنسها

ریاضیہ کا اور اُس کی آفات کا تھا۔

# منطقیات

اب لیجئے منطقیات ان میں سے بھی کوئی علم دین سے  
علاقہ نہیں رکھتا نہ بطور اقوال کے نہ بطور انکار کے بلکہ منطق  
میں تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ دلائل کہ کس طرح مرتب کیا جائیں  
اور قیاسوں کا پیمانہ اور معیار کیا ہے اور دلیل کے مقدمات  
کی کیا شرائط ہیں اور کس طرح ان کو مرتب کیا جاتا ہے اور نیز  
صحیح تعریف کرنیکی کیا شرائط ہیں اور کس طرح انکو ترتیب دینا  
چاہیے اور نیز یہ کہ علم تصور ہے یا تصدیق۔ تصور کو تعریف کے ذریعہ  
سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اور تصدیق کی معرفت کا طریق دلیل و برهان  
ہے ان میں کوئی بات ایسی نہیں جو قابل انکار ہو۔ بلکہ ایسی  
قسم کی باتیں ہیں جو کمال خود متکلمین علم کلام میں کہتے ہیں  
اور اہل سباحہ اپنے دلائل میں پیش کرتے ہیں صرف عبارتوں  
اور اصطلاحوں کا اور ان کے نتیجہ اور شاخوں میں نہایت غور  
کرنے اور حاوی ہونے کا فرق ہے۔ منطقیوں کا ایک  
قول بطور مثال کے پیش کرتا ہوں۔ کہ جب یہ ثابت ہو گیا۔  
کہ ہر ایک ا۔ ب ہے تو اس صورت میں آپ کو ضرور  
ماننا پڑے گا کہ بعض ب ا ہے یعنی جب ثابت ہو گا کہ

فكل من المتكلمين  
ولعل النطق  
الادلة وانها  
يفارقون هم  
بالعبارات  
والاصطلاحات  
ومبادىء الاستقصاء  
في التعريفات  
والتشخيصات  
مثال كل

قولہ ہمارا ثابت  
ان کل (ر) (ب)  
لنمران بعضی  
(ب) (ر)  
کی اذا اثبت

عن جیم الانسان  
واعضائه الثمينة  
والخادمة واسباب  
استعمالها  
سما لیس من شغل  
الادین انکما علم الطب  
فلیس من شغل  
ایضا انکما علم الطب  
الافصح سائل محنت

الافصح سائل کتاب  
تکلیفاتها  
تفاوت الفلا  
وما وصلها  
بجانب الخرافة  
فیما خضعنا  
غیبین انما شریح  
سجلت تحتها

واصل جملتها  
ان یعلم ان طبیعته  
مستغنیة عن الله تعالى  
لا یعمل فیضاها بل  
هو مستغنیة من جهة  
خلقها والحق والحق  
والنعم والطبیع  
مستغنیة باذن الخالق  
بقیة مستغنیة  
عن خلقه

جسم انسان اور اسکے اعضا رئیسہ اور اعضا رعا دہ کی بحث کرتا ہے اور  
ان کی مزاج اور استعمال کے اسباب بیان کرتا ہے۔ پس یہاں کہ علم طب کا  
انکا رکنا دین میں کوئی امر ضروری نہیں ایسی ہی علم طبیعیات کا انکا بھی  
ضروری نہیں ہے۔ مگر ان چند مسائل مضمرین کا ذکر ہے رسالہ تہافت الفلاسفہ  
میں کیا ہے۔ طبیعہ میں کہ ان کی مخالفت کرنی واجبہ لازم ہے اور دیگر مسائل  
بھی غور کر فیض انہیں کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ ان مسائل میں مخالفت کی  
ترویج میں اہل اسلام کو اس اصل اصول کا عقیدہ رکھنا ضروری کہ طبیعت امتداد  
کے حکم کی تابع ہے اور بذات خود وہ کچھ نہیں کر سکتی ہے بلکہ اپنی خالق کو  
سے کام میں لگائی گئی ہے۔ اسی طرح سورج اور چاند ستارے اور افلاک اور  
طبیعیات سب امتداد تعالیٰ کے مطیع فرمان میں ان میں کوئی فعل اولیہ بذاتہ نہیں ہے۔

لہذا نوٹ۔ داس سب سے سمجھ لینا کہ ہر ایک کی طبیعت اور سب کو خالق کام میں لگا کر آپ  
الگ بیٹھا ہوا ہے۔ دیا عقیدہ کفر ہے کہ اس سے اس کا فعل نام آتا ہے کوئی فعل طبیعت  
کا کسی وقت بذاتہ نہیں اور لائق کے ظہور میں نہیں آتا۔ فعل میں ہر وقت اسکی ارادہ  
مشیت کا رکن ہے طبیعت کی طرف نسبت فعل کی جہاز اور خالق کی طرف حقیقت کا آخر فی الجودۃ  
بقوتہ وقدرتہ ولادۃ۔ مگر جاننا چاہیے کہ سبب علت مخلوق ہے علت کو معلول کا خالق  
سمجھنا کفر ہے۔ پھر تو انکی خالق کی وجہ ازما خالق آجاتے ہیں ان کی اسلام پھر کھو کر رہ گیا ہے  
ہے اور یہ کہ ان خالق خالق انکی طبیعت کی ات پر۔ عملاً خالق ایک ہی ہو سکتا  
ہے مخلوق بذاتہ دوسرے کی خالق نہیں ہو سکتی پس معلول کی پیدائش میں علت  
اور سبب قطع نظر کر کے سبب پر نظر رکھنی چاہیے یہی اہل اسلام کا اصل عقیدہ ہے  
تنبیہ۔ اگر علم طبیعیات کے پڑھنے کے وقت تم عجائبات صنعت الہی کو پیش نظر  
رکھو جو جسم طبیعت مستغنیہ ہر سبب اللہ اسکی قدرت کا ذکر کرتے رہو تو ہمہ علم  
نہایت ہی اچھا ہے اور پکا مسلمان بن جاتا ہے۔ اسی میں ہرگز نہ ایک خالق کو چھوڑ کر

یہ فیضانِ مطہرہ  
مختارہ کلام  
الطبیعیات  
والکلیات  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام

و اما  
علم

الطبیعیات

فلسفۃ کلام

اجسام العالم

السموات و

الارض و ما

تحتها عن

الاجسام المفردة

كالهوا و الماء و

والارض و النبات و

کرتا ہے کہ یہ منطقی براین اور دلائل سے بخوبی ثابت ہو چکی ہیں اور بیشتر اس سے کہ عالم الہیہ کی انتہا تک پہنچے اُن کفریات کو مان کر کافر ہو جاتا ہے یہ آفت اُن کے علم منطق میں بھی ہے

### طبیعیات

علم طبیعیات ایک علم ہے جس میں اجسام عالم سموات اور کواکب کی اور اُن کے ماتحت اجسام مغرہ کی جیسے پانی ہوا۔ آگ اور خاک ہیں۔ اور اجسام دیکرہ کی جیسے حیوانات اور نباتات اور تعذیبات ہیں۔ بحث کی جاتی ہے۔ اور منیر اُن کے تغیرات اور احتمالات اور اشتراجات کے اسباب کا بیان کیا جاتا ہے۔ یہ بحث ایسی ہے جیسے کہ طبیب علم طب میں

سے نوٹ ہے۔ جس علم منطق کی شاہین میں فلاسفہ کے علم الہیات کے کفریات نہوں اُس کا پڑھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر کسی مسلمان طالب علم کو ضرورت ایسی کتاب علم منطق کی پڑھنی پڑے جہاں فلاسفہ کے الہیات کے کفریات ہوں تو اُسکو اس اسلام کا رکھنا چاہیئے اور اُن کفریات کو کفر ہی جانا چاہیئے اور اپنے تئیں اُن کے منطقی کی آفت سے بچانا چاہیئے۔ ۱۰

والکلیات  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام  
فلسفۃ کلام

أما المسائل التي فيها  
 حكمة فالله اعلم  
 وذلك في قوله  
 ان الاحياء لا تخشى  
 ربهما الا ما لا يضرهما  
 والحق في الحجة  
 لا يحسن ان يقر  
 صدقها في اثبات  
 الروحانية فانها  
 كانت في انفسهم  
 لانها في انفسهم  
 الحسية لا كقوة  
 بالشرعية فيفسد  
 نظموه ومن  
 ذلك قولهم ان الله

تصنیف کیا ہے وہ تین مسائل جن میں فلاسفہ کا فہم میں کے  
 مخالف چلے ہیں یہ ہیں۔  
 ۱۔ اجساد قیامت کے دن اٹھائے نہیں جائیگے یعنی ہر شخص اجساد  
 نہوگا اور صوف ابراج مجرہ مشاب اور معاقب ہوگی۔ اور یہ عقوبات دنیویہ  
 ہونگے نہ جہانیہ۔ روحانیت کے اثبات میں تو گو وہ سچے ہیں  
 کہ روحیں موجود ہیں لیکن جہانیت کے انکار میں مجبوسے ہیں اور  
 شریعت کے انکار سے وہ کافر ہو گئے ہیں۔  
 ۲۔ اللہ تعالیٰ کلیات کو جانتا ہے جزئیات کو نہیں جانتا یہی  
 کفر صریح ہے حق یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے علم سے  
 آسمان وزمین کے اند ایک ذرہ بھی غایب نہیں۔  
 ۳۔ یہ کہنا کہ عالم قدیم و اٹلی ہے۔

لہذا جو وہ دیکھتے جن فلاسفہ کو آپ علوم ریاضی مطلق طبیعی میں  
 بڑا دانا اور بلا غلط سمجھتے تھے جیسے ارسطو وغیرہ ہیں  
 یہاں اگر ان کی عقل پر کیا پتھر پڑے ہیں کہ خدا کو  
 کلیات کا عالم دانا ہے جزئیات کا عالم نہیں دانا۔ جسکو کج  
 کوئی امت بھی نہیں کہتا۔ بات یہ ہے کہ کچھ ضرور  
 نہیں ہے کہ ہر ایک علم میں دانا ہو وہ جمیع علوم میں دانا  
 ہو۔ سب سے بڑی طاقت فلاسفہ نے یہ کی ہے کہ اس  
 علم کو جو درائے طور عقل جزوی ہے اسکا دعویٰ اپنی  
 عقل جزوی اور غرضی سے معلوم کر لیا کیا۔ اور اپنے اپنے  
 وقت کے نبی کی پیروی اس میں نہ کی۔ جن کو عقل محلی ملا  
 کی گئی تھی۔ اور ہدایت خلق کے لیے بھیجا گیا تھا ۱۲

روحانیات  
 انہما فی انفسہم  
 الحساسة لا كقوة  
 بالشرعية فيفسد  
 نظموه ومن  
 ذلك قولهم ان الله  
 اعلم  
 ذلك في قوله  
 ان الاحياء لا تخشى  
 ربهما الا ما لا يضرهما  
 والحق في الحجة  
 لا يحسن ان يقر  
 صدقها في اثبات  
 الروحانية فانها  
 كانت في انفسهم  
 لانها في انفسهم  
 الحسية لا كقوة  
 بالشرعية فيفسد  
 نظموه ومن  
 ذلك قولهم ان الله

علم الہیات

عند الناس  
المنطق و  
منزلة الاختلاف  
سيفهم فيه ولقد  
مذهبه  
فيها من  
من اعجب  
المسلمين  
عليه ما  
نقل الفراء  
وابن سينا  
والكن مجمع  
ما غلط فيه  
يجمع اليه  
عشرين اصل  
انف

بَعِيَّةٌ فَوْطٌ صَفِيَّةٌ ٢٥

نہرۂ خالق مان لو اور دائرۂ اسلام سے نکل جاؤ۔ یا حسین ایسا  
خوض اور فکر اپنی عقل ناقص سے کرو کہ اسکی قدرت کاملہ کو بشمول کر  
اعادہ معدوم کا حامل سمجھو اور اس گمان فاسد سے آخرت اور  
دنوزخ اور بہشت اور حشر و جناب کے متکثر ہوا جاؤ۔  
جبکہ خبر اس سچے اور پیارے رسول اللہ ﷺ کے  
ہے جو تہارا اوی اور پیشوا ہے اور وہ ایمان جو اس سے پہلے تمکو  
اس پیارے نبی کے پیچھے ہونے کا قہر نہ رہے۔ غور و امتدہ منہا ۱۲

سبعة عشر  
ولا يطلع من ضيقه  
نور من المسائل  
الخشية  
كتاب التحفات













ہنہیں ایسے ہی سمندر کے کنارے سے نادان لڑکے کو روکنا چاہیئے نہ کامل پیرک کو۔ اور سانپ کے چھوٹنے سے لڑکے کو روکنا چاہیئے نہ کامل فسطحگر کو۔ اور جن بعض نادانوں نے خام خیالی سے اپنے آپ کو کامل عقلمند اور حافق سمجھ لیا ہے اور یہ خیال کر لیا کہ ہے کہ ہم حق کو ہل سے اور ہدایت کو ضلالت سے بخوبی تمیز کر سکتے ہیں حالانکہ وہ ایسے نہیں ہیں کہ ضرور ہے کہ جہلج ہوئے اُن کو اہل ضلال کی کتابوں کے مطابق سے دھکا دے دے کہ یہ لوگ اگچھ اس آفت یعنی آفتِ رب سے سالم رہیں مگر دوسری آفت یعنی آفتِ قبول ہے جس کا ذکر ہم آگے کریں گے سلامت رہیں گے اور اُس میں بھنس جائیں گے اور عوالم ہوجائیں گے اور میری تصانیف میں جو کلمات اسرارِ علمی دین کے لکھے گئے اور اُن پر بلا لحاظ حق و ہل کے بعض لوگوں نے استلواض کیئے تو وہ بھی ایسے ہی لوگ تھے جن کی طبیعت علمِ دین میں ہنوز پوری اور مستحکم جی ہوئی نہ تھی۔ اور مذہب کے اعلیٰ دعبے کے نتیجے اور اعراض اُنکی چشم بصیرت پر مشکف نہ ہوئے تھے یعنی اسرارِ علومِ دین کو ہنہیں جانتے تھے۔ اور غایاتِ مذاہب سے واقف نہ تھے اُنھوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ یہ کلمات بھی فلسفیت کے ہیں اور خطر کے پیدا کریں گے ہیں اور یہ اُنکی غلطی تھی

العقل في مبدئ الحق  
والبرادة وكما  
عن المبدأ الهدى  
عن الصلاة وجسم  
الباب في نهج الكافة  
عن مطاوعة كيناهل  
الصلاة ما سكن  
اذ لا يسلمون عن  
لافة الشائنة  
التي سبكتها  
وان سلموا عن  
هذه الآفة التي  
ذكرناها ولقد  
اعترض على عيب  
الكلمات الشبهة  
في تصانيفنا  
اسرار علوم الدين  
لما افقه من الذين

ملائكة في السما  
والارض في السما  
والارض في السما  
والارض في السما



كانت حقا فاما الذين  
الحق الرجال ولا  
يعرفون الرجال  
التي وهبته  
الضلاله  
آفة السد





فان تخرج منه السقطين والبرق  
الحاق اذا اخذ  
وكانا من الخمر  
قلنا لا اله الا الله  
فان تخرج منه السقطين والبرق  
الحاق اذا اخذ  
وكانا من الخمر  
قلنا لا اله الا الله

اور اسکا بچہ اپنے تئیں ویسا ہی خیال کرے سانپ کو نہ پکڑے  
بلکہ اُسکے سامنے سانپ سے ڈرتا ہے اور اُسکو ڈراتا ہے  
ایسا ہی عالم رنج کو کرنا چاہیے کہ کلامِ ہل فلسفہ کے  
دیکھنے اور سننے سے عالمی کو روکے اور جیسے کہ افسوں گر  
کالِ بنانپ پکڑنے کے وقت تریاق اور زہر کو تمیز کر کے  
تریاق امین سے نکل لیتا ہے اور زہر پھینک دیتا ہے اور  
وقت حاجت کے خواہشمندوں کو تریاق کے دینے میں دریغ  
نہیں کرتا اور جیسے صرف کامل کھرے کھوٹے کے پرکھنے  
والا قلب ساز کی پھیلی مین ہاتھ ڈال کر زہر خالص اور کھڑی  
کو نکال لیتا ہے۔ اور کھوٹے اور روی کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور  
پھر اُس کھرے کو خواہشمندوں کے مینے میں دریغ نہیں کرتا  
ایسا ہی عالم کو کرنا چاہیے۔ اور جب کوئی خواہشمند تریاق  
سے اس خیال سے نفرت کرے کہ وہ سانپ سے نکلا گیا  
ہے جہین نہر ہوتا ہے۔ یا کوئی فقیر خستہ حال جو خواہش  
مال ہو اس خیال سے ہونا لینے سے انکار کرے کہ وہ قلب ساز  
کی پھیلی مین سے نکلا گیا ہے تو اُسکو سمجھانا اور شہنہ کرنا چاہیے  
کہ وہ نفرت اور انکار اُسکا جمل محض ہے اور اُس فائدہ سے جو اُس کا  
مطلب ہے محروم رہنے کا باعث ہے اور اس امر کو اُسکو بیت  
وضاحت اور صراحت سے سمجھنا اور جتھلانا چاہیے کہ جیسے کھرے کا

فان تخرج منه السقطين والبرق  
الحاق اذا اخذ  
وكانا من الخمر  
قلنا لا اله الا الله  
فان تخرج منه السقطين والبرق  
الحاق اذا اخذ  
وكانا من الخمر  
قلنا لا اله الا الله

الان مال اذا نص  
عن قبل الذمب  
المستخرج  
على ان لا يفرق  
محض من سبب  
حياته عن الفائدة  
التي هي مطلب  
وختتم بآية  
عليه

فلا تأس من بطلان الشبهة من خلاف ذلك بقوله ولا تنفك الي الحجاب او نظير الى الحجاب ولا يفهمه وما ذكره احمد حقا ولا يشبهه لتشتك

مجھے کس طرح یقین ہے کہ جو شہادت کو دیکھے گا وہ جواب کو بھی ضرور دیکھ لے گا۔ یا جواب کو دیکھ کر اسکی باریکیاں ضرور سمجھ لے گا۔ امام احمد حنبل رحمہ کا یہ اعتراض اُس شبہ کی بابت درست ہے جو مشہور اور زبان زد عام نہوا ہو۔ لیکن جب وہ مشہور ہو جائے تو اُس کا جواب دینا ضروری ہے اور جواب بدوں نقل سہل کئے تو یہ نہیں جاسکتا۔ ہاں اتنا چاہیے کہ مخالفوں کے شبہ کے بیان کرنے میں اُن سے زیادہ تکلف نہ کیا جاوے اور نیز جو شبہ اُنہوں نے ذکر نہیں کیا اُسکو بیچ نہ کیا جاوے میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور جو شہادت کہ میں نے اپنے لکھ دوست کی زبانی سنیے جو پہلے تعلیمین کے فرقہ میں تھا اور بعد ازیں میرے پاس اُن کے شہادت بیان کیا کرتا تھا۔ اور بعض شہادتوں کی بابت اُن سے مضحکہ اور اعتراض نقل کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ بعض تردید کر نوالوں کے جوابات پر مہنتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ ہماری شبہ بینی اعتراض کو نہیں سمجھے۔ بعد ازاں اس اعتراض کی اصل تقریر نقل کیا کرتا تھا وہ بیشتر بیان کی کہ چونکہ میں یہ مناسب نہ سمجھا کہ میری بابت بھی وہ یہی کہیں کہ اصل مطلب ہمارا نہیں سمجھا۔ اسلئے میں نے اول اُن کے سب دلائل شہادت بیان کیے نہ محضت کا اعتراض اٹھ جائے۔ اور اُن کے شہادت کی تقریر بہت دلی سے کی۔ تاکہ نہ سمجھو کا وہیہ نہ ہو۔ اور پھر اُن کے جواب دینے

ولم تشكوا من جواب ولا بيان الحجاب بل كذا في نفسه ينفك ان لا تكلف لهم شبهة تكلف ولم تكلف اذ انك بل كنت قد سمعت تلك الشبهة من واحد من صحابة ان كان الخلفين في الجدل وانما كان قد اثنى عليهم في غير ذلك من غير ان يذكروا فيهم نصا في المصنفين ولا في غيرهم فانهم لم ينفكوا عن

فلا تأس من بطلان الشبهة من خلاف ذلك بقوله ولا تنفك الي الحجاب او نظير الى الحجاب ولا يفهمه وما ذكره احمد حقا ولا يشبهه لتشتك

بعض علماء اہل  
السنن والجماع  
والاعتقاد  
الصحیح  
والفہم  
العمیق  
والعقل  
المتین  
والقلب  
الطیّب  
والروح  
القدس  
والجسم  
الصلیب  
والکلم  
الطبیخ  
والفہم  
العمیق  
والعقل  
المتین  
والقلب  
الطیّب  
والروح  
القدس  
والجسم  
الصلیب  
والکلم  
الطبیخ

تحقیق کھل جائے۔ اس حکم کو میں مثال نہ سکا۔ اور یہ ایک خارجی  
 باعث اُس اہل باعث کا یہی شوق دل کا ضمیر ہو گیا۔ پس  
 میں اُنکی کتاب میں تلاش کر لیا اور اُنکے مقالات اور تقریریں  
 کو جمع کر لیا میں نے اُن کے بیٹھے نئے کلمات خاطر را جو  
 اُنکے بزرگان سلف کے نیچے۔ سُنے ہوئے تھے۔ میں نے  
 اُن کلمات کو جمع کر کے بخوبی قریب کیا۔ اور اُنکا پورا جواب  
 لکھا حتیٰ کہ جب میں اُنکے کلام کو حسب قاعدہ اہل تحقیق  
 کے تشریب لے رہا تھا۔ اور اُن کے سوالات کو جواب دینے  
 کی غرض سے درست کر کے حسب موقعہ جواب دے رہا تھا۔ تو بعض  
 اہل حق نے میرے ان شبہات کی جرسبتہ اور پُر زور تقریریں  
 کو دیکھ کر کہا کہ یہ تو تم اہل تعلیم کے لیے خود کوشش اور  
 مدد کر رہے ہو کیونکہ اگر تم اس طرح تقریر نہ کرتے تو وہ اپنے  
 مذہب کی تائید میں کبھی اس طرح کی سعی و کوشش نہ کرتے  
 تھے۔ ان بزرگوں کا یہ اعتراض ایک طرح سے بجا تھا۔  
 کیونکہ جب حادثہ عاوسی ہم بھی اپنی کتاب مضمرہ کی  
 تردید میں لکھ رہے تھے۔ تو امام احمد بن حنبل نے اُسپر  
 یہی اعتراض کیا تھا۔ حضرت ساریت ہم نے جواب دیا کہ عورتوں  
 کی تردید فرض ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ ان بیشکا۔ مگر تو نے  
 پہلے اُن کے شبہات کو بیان کیا پھر اُنکے جواب لکھے ہیں

بعض علماء اہل  
السنن والجماع  
والاعتقاد  
الصحیح  
والفہم  
العمیق  
والعقل  
المتین  
والقلب  
الطیّب  
والروح  
القدس  
والجسم  
الصلیب  
والکلم  
الطبیخ  
والفہم  
العمیق  
والعقل  
المتین  
والقلب  
الطیّب  
والروح  
القدس  
والجسم  
الصلیب  
والکلم  
الطبیخ

حق فلفہم  
المتین  
والقلب  
الطیّب  
والروح  
القدس  
والجسم  
الصلیب  
والکلم  
الطبیخ  
والفہم  
العمیق  
والعقل  
المتین  
والقلب  
الطیّب  
والروح  
القدس  
والجسم  
الصلیب  
والکلم  
الطبیخ

کچھ امام غزالی

وان يكون الحمله معصوماً وكان طلقا عليه السك نفاذا قالوا هو شي نقول وسلكنا غايه فاذا قالوا سلكنا اقله الامانة وشبهت بالود وهو نيك ان

فرمت بھی تسلیم کی جاتی۔ لیکن اُن کے جواب میں یوں کہا جا  
 کہ چارویں مسلم مصدوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں  
 اگر وہ کہتے کہ وہ تو وصال پاچکے۔ تو ہم کہتے کہ اسی طرح تمہارا امام  
 بھی غائب اور غیر حاضر ہے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے معلم  
 نے بہت سے دعوت کرنیوالے اور اللہ کے دین حق کی طرف پکارنے  
 والے تعلیم کر کے اطراف عالم میں متفرق اور منتشر کر دیئے  
 ہیں اور اُن سے کہیا ہے کہ جس مسئلہ میں تمہارا اختلاف  
 ہو یا مشکل پیش آوے تو تم واپس آکر مجھ سے پوچھ لو میں  
 تمہارا منتظر ہوں تو ہم بھی کہیں گے کہ ہمارے معلم برحق  
 نے بھی دعوت الی الحق کرنے والوں کو پڑھا سکھا کر اطراف  
 و اکناف میں پھیلا دیا ہے اور کامل کر دیا ہے۔ جس کے باب  
 میں یہ آیت ہے کہ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ یعنی میرے  
 آج تمہارے دین کی تعلیم تکمیل تک پہنچا دی اور بعد تکمیل  
 کے اگر معلم اور متعلم میں ظاہری بعد ہو جائے تو کچھ مضر نہیں۔  
 جیسکہ آپ کہتے ہیں کہ معلم کا غائب ہونا مضر نہیں۔ بانی  
 راہ یا اعتراض اُن کا ہم سے کہ جو مسائل تم نے اپنے معلم  
 سے نہ تصحیح نہیں کئے۔ اور بے شک وہ حقیقت بہت  
 سے امور بہ تصحیح نہیں کئے۔ اُن کی بابت تم کہا کرتے ہو۔  
 اگر اپنی رائے سے اجتہاد کر دے ہو تو اُس میں غلطی کا شڪن ہے

والاعيان هم  
الذين اوف  
يسمى النضو  
يخضعون

ان هذا الكتاب الضعيف  
فاخر الحق ورجلة  
بالحق والحق  
الذي هو الحق والحق

والصديق جان  
فلذلك تجد جميع  
المستعجلات وكذلك  
اسر صفا النكات  
الى الفقدار وديبا  
نظمت فقبولها  
وهو غنى كمالها  
بها ويكون مداخل  
يدوان اخطا لان  
اخذوا اجتنابا

ثواب ہے۔ اور جو درست اجتہاد کرے اُسکو دو ثواب۔ تو ہم کہیں گے کہ حضرت من اسی طرح آپ تمام اجتہادات کا حال سمجھے۔ اسی طرح کسی کو زکوٰۃ کا مال فقیر کو دینا ہے۔ اُسے اپنی رائے سے ایک شخص کو فقیر سمجھ کر مال دیا۔ حالانکہ وہ درحقیقت غنی تھا۔ تو اس صورت میں اُسکو مواخذہ نہ ہوگا گو اُس نے اپنے اُس اجتہاد میں کہ غنی کو فقیر سمجھا خطا کی۔ کیونکہ اُس نے اپنے ظن کے مطابق عمل کیا۔ اسپر وہ کہہ سکتے ہیں کہ مخالفت کا ظن اس کے برخلاف ہے۔ پس کیا وجہ کہ اُسکو اسپر ترجیح دی جائے۔ ہم جواب دین گے کہ ایسی صورت میں اپنے ظن پر عملدرآمد کرنے کا حکم ہے جیسا قبلہ کی بابت۔ خواہ دوسرے کا ظن اُس کے برخلاف ہو۔ اسپر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ متعلین تو اپنی رائے کے پیچھے نہیں چلے۔ کوئی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہے۔ کوئی امام شافعیؒ کی وغیرہ وغیرہ۔ ہم کہیں گے کہ مثلاً بحالت شبہ سمت قبلہ کے پہچانتے میں جب الجھن ہو آدمین کی طئے ہو چھے۔ مگر ان دنوں میں اختلاف رائے ہو تو فرمائیے اب وہ سب از اسکے اندر کیا کر سکتا ہے کہ اپنی رائے اور عقل سے یہ سوچے کہ ان دونوں میں سے قبلہ کی

نوٹ :- یہ ایک مثیل ہے نہ بیان کہ جب اموں میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اپنی رائے کا دخل اُسیں سے جو مسئلہ اپنی رائے میں اچھا سمجھے اُس پر عمل کرنے ایک مسئلہ میں اپنی رائے سے امام اعظم مدعو کو ترجیح دے اور دوسرے میں امام شافعی کو ترجیح دے اور امام حنبلی مدعو کو فوقیت دے اور چوتھے میں امام مالک کو۔ ایسے خیال کی تردید خود آگے بیان سے ہوتی ہے۔ فافہم وتامل





وہاں کھانا پینا  
نہ تھا نہ کھانا نہ پینا  
قسط اس کے مستقیم  
قانون مخالف خصوصاً  
الاسرار قائل

دن کر کے سے معلوم ہو سکتی ہے اور حق اور باطل میں تمیز ہو سکتی ہے اور اس میزان کے باطن اور ذہن وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں جنکو میں نے پہلے قسط اس مستقیم میں بیان کیا ہے۔ اسپر اگر وہ یہ اعتراض کریں کہ ممکن ہے کہ آپ کا دلیل مخالف ہو۔ آپکی اس میزان اور ترازو کو نمائے ہیں اسکے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ایسا ترازو ہے کہ ممکن نہیں کہ اُسکو سمجھ سوجھ کوئی انکار کرے۔ اور فوہ اہل تعلیم تو کسی طرح اُس کے مخالف ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ میزان اور ترازو قرآن مجید سے لی گئی ہے۔ اور اُسی سے میں نے اُسکو نکالا ہے۔ اور اہل منطق بھی نہیں مخالفت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اُن کی منطقی شرائط کے مطابق ہے اور نیز متکلمین بھی اُس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ جس طرح ثبوت مطلوب کے لیے وہ دلائل پیش کیا کرتے ہیں اور علم کلام میں حق کو ثابت کیا کرتے ہیں اُسی طرح کی وہ میزان ہے۔ اسپر اگر کوئی قائل کہے کہ جب آپ نے ایسی میزان قائم کر لی ہے تو پھر خلق میں سے مخالف اور تفرقہ باہمی کو آپ نے کیوں نہیں رفع کر دیا۔ اس کے جواب میں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر لوگ میری بات کو کان لگا کر سنتے تو میں اُن میں سے اُس خلاف کو اٹھا دیتا

قالت الاسرار قائل  
مخالفت فیہ اذلا  
مخالفت فیہ ازل  
التعلیل کی تخریج  
میں اعتراض قائل  
منہ مخالف  
فیہ اہل المنطق  
لجائزہ مخالف  
شرطیہ فی المنطق  
خبر مخالف  
فما مخالف فیہ لفظ  
لجائزہ موافق لایذکر  
فی ادلہ نظریات پریدہ  
ہر حق الحق فی کلامیہ  
فان قال فان حان  
فی بدک مثل  
هذا البیان فام  
لا ترض الخلاف  
فما بین الخلف  
فما قول الخلف  
المراد من الخلف  
بمعظم









عَلِيٌّ صَلَافِيٌّ إِنَّ  
فَتَا عَظَمَاءَ بَنِي عُمَيَّةَ  
بَنَازَا أَعْلَمَ صِدْقَهُ  
وَلَمْ يَبْرُتْ كَاثِرُ خَلْفِهِ  
صِدْقَ عِيسَى عَلَيْهِ  
الْبَرَكَةُ تَبْلُغُ عَلَيْهِ  
مَنْ لَا مَسْأَلَةَ لَشَاكِلَةٍ  
مَالِكِيْنَ فِي الْبَيْتِ قِيَّتِي  
النَّظَرُ الْعَقْلِيَّ وَنَحْلُ  
الْعَقْلِ الْإِتِّقَاقُ بِحُجُجِ  
عِنْدَكَ وَاعْرِفْ  
دَلَالََةَ الْحُجَّةِ وَحُلِّي  
الْصِدْقَ مَا لَمْ يُوَفِّتْ  
السُّجُودَ وَالتَّسْبِيحَ بِرِسْمِهِ  
وَبَيْنَ الْمَعِجَةِ وَمَا هُوَ  
بِعَرَفَاتِ أَنْ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ  
عِبَادَهُ وَسُؤَالَ  
الْأَضْلَالَ وَعَسَى  
الْجَوَابُ بَعْدَ شَهَادَةِ  
فَتَا ذَا بَيْتِ جَمِيعِ  
ذَلِكَ وَلَمْ يَكُنْ  
إِمَامًا أَوْ لَمْ  
يَلْبِثْ مَعَهُ  
خَالِفًا نَبِيًّا رَجُلًا  
مَوْلَاةَ النَّظَرِ فِي

کہ آپ جھوٹے اور اختراع کر دیوالے ہیں۔ بعد ازیں میں کہتا ہوں کہ فرض کیجئے کہ اُس نے آپ کی نص کو تومان لیا ہو مگر جب وہ اہل نبوت میں ہی متحیر اور ڈوانڈول ہے تو کیا آپ کے امام معصوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے حجت پیش کریں گے اور یوں کہیں گے کہ میری صداقت کی یہ دلیل ہے کہ میں تیرے باپ کو زندہ کر سکتا ہوں۔ اور زندہ بھی کر دیا اور اُس زندہ شدہ نے بھی اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ سچا ہے لیکن وہ کیونکر اُسکا سچا باضروران ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایسے قسم کے معجزے سے تمام لوگوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا پیغمبر نہ مانا۔ بلکہ اس پر بھی بہت سے مشکل سوالات ہیں جو سوائے دقیق بحث عقلی کے رفع نہیں ہو سکتے۔ اور عقلی بحث پر آپ کا اعتقاد نہیں اور معجزے کی صداقت کو کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ جب تک سحر اور معجزہ میں تمیز اور فرق ثابت کر کے نہ دکھلایا جاوے۔ اور وہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو گمراہ نہیں کرتا۔ اور یہ بات مشہور ہے کہ اس سؤل کا جواب شکل ہے۔ پس یہ امور کیسطح دریافت ہو سکیں۔ جس حالت میں کہ آپ کا امام بہ نسبت مخالف کے زیادہ تر مستحق اطاعت نہیں۔ اس صورت میں ضرور آپکو دلائل عقلیہ

عِبَادَةُ وَعَسَى  
الْأَضْلَالَ وَعَسَى  
الْجَوَابُ بَعْدَ شَهَادَةِ  
فَتَا ذَا بَيْتِ جَمِيعِ  
ذَلِكَ وَلَمْ يَكُنْ  
إِمَامًا أَوْ لَمْ  
يَلْبِثْ مَعَهُ  
خَالِفًا نَبِيًّا رَجُلًا  
مَوْلَاةَ النَّظَرِ فِي

الذی عرض علیہ  
فی کتاب القسطاس  
خاص و هو کتاب  
مستقل بنفسه  
المقصود بیان بزرگ  
العلم والحق الاستغناء  
عن الامام علیہ السلام  
میں تشافہ اور بیل  
غلطی الیہ  
ہم صحیح ہے  
افقہ الامام علیہ السلام  
تسبیح الامام علیہ السلام  
ما جملہ فضائل  
ہذا فی الحاجۃ الی  
التعلیم والکمال  
للعلوم المحصن

جواب ہے جو طوس میں میرے سامنے پیش کیے گئے۔ اور  
خاص کتاب قسطاس تقیم میں جو کہ مقصود خاص میزان علوم کا  
بیان کرنا ہے اور انہما۔ اس امر کا کہ امام کے مقصود ہونے کی  
ہمیشہ کچھ حاجت نہیں۔ یہاں تو یہ بیان مقصود ہے کہ تعلیم کے  
پس خلعت نجاست اور خباثت سے تجات دینو دالی کوئی چیز نہیں  
بلکہ وہ اپنے امام کو بھی دلیل سے معین نہیں کر سکتے۔ باہن ہم  
میں کثرت انکا تجربہ کیا اور اُنکے اس قول کو تصدیق بھی کیا  
کہ اُنکو بالضرور تعلیم کی حاجت ہے۔ اور علم معصوم کی ضرورت ہے  
اور یہ بھی تسلیم کر لیا کہ وہ امام معصوم سے سیکھے ہوں۔ مگر جب اُنہی  
اعتراضات کیے تو وہ اُن اعتراضوں کو سمجھ نہ سکے۔ چہ جائیکہ  
اُن کو حل کر سکتے۔ جب وہ عاجز ہو گئے۔ تو اُنھوں نے امام علیہ السلام  
کا حوالہ دیا اور کہا کہ اُنکی خدمت میں سفر کر کے جانا چاہیے۔ اور  
اُن سے پوچھنا چاہیے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ  
اُنھوں نے علم کی تلاش میں اپنی عمر ضایع کی۔  
اور پھر اُس میں کامیاب ہونے پر مستریت اور خوشی  
بھی ظاہر کی۔ لیکن باہنہ پھر بھی کچھ نہ سیکھا۔ جیسا کہ نجات  
آلودہ کوئی پانی کی تلاش میں مارا مارا پھرے۔ جب  
اُسے پانی مل جائے تو اُس کو اُس نجاست کے  
دور کرنے میں استعمال نہ کرے۔ اور ناپاک رہے

وانشد الذی عینہ  
عسانا و علیہ السلام  
الذی فی سلمون ہذا  
العصم و عرضنا  
علیہم اشکاکا  
فلم یفہموا فاشکوا  
عن القیام بملکھا  
علی الامام علیہ السلام  
قال الامام علیہ السلام  
والہم و علیہم  
ضیعی علیہم  
طوبی لہم  
بالظہر و علیہم  
مناذاتہ  
کالضیغ بالکمال  
تعبی فی ذلک  
فی ذلک  
لم یفہموا فاشکوا  
منہما بالکمال





عن فضيلة  
عن فضيلة  
عن فضيلة

جوابه فهد  
حاله فاضله  
نقله فليما اخذنا  
الشيء

القول في  
الحال في  
الحال في

من هذه العلام  
 اقبلت لامني على  
 ايق الصوفية وكن  
 ان طريقتهم انا

الحمد لله وحده  
والصلاة والسلام  
على من لا نبي بعده  
وبعد



والحال قبل ذلك  
الاضغاث فكذلك  
الفرق بين الانبياء  
والصالحين  
واسماهما وشروطهما  
وبين ان يكونا  
وشعبان وبين ان  
يعرف حد الكمال  
انه عبارة عن  
العلم

حال سے اور اپنی صفات کے پٹھنے سے حاصل ہو سکتی ہیں اس کا ایسا حال ہے جیسے کوئی شخص صرف صحت اور سیر شکم ہونے کی تعریف سیکھ لے اور اُن کے اسباب اور شرائط پر بخوبی حادی ہو جاوے مگر اس سے وہ صحیح اور سیر شکم نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ان دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے علیٰ ہذا القیاس۔ بحیث خاص نے نشہ کی تعریف سیکھ لی کہ وہ ایک حالت ہے جو معدہ سے مانع کی طرف بخارات کے صعود کرنے اور چشمہ فکر وغیرہ پر مستولی ہونے سے طاری ہوتی ہے اور ایک شخص سکر اور نشہ میں چور ہوا ہوا ہے لیکن وہ سکر کی تعریف اور اُس کے اسباب کو نہیں جانتا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو طبیب سکر اور نشہ کی تعریف اور اُس کے ارکان بخوبی جانتا ہے مگر اس سے اُسے نشہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور نیز طبیب حالت مرض میں صحت کی تعریف اور اُس کے اسباب اور ادویات بخوبی جانتا ہے حالانکہ وہ صحت سے بے بہرہ ہے اور اس طرح جو کوئی تہذیب کی حقیقت اور شرائط اور اسباب اُنکے دریافت کر لے وہ زاہد نہیں ہوتا اور اُس کے نفس کو فی الواقع دنیا سے بے رغبتی حاصل نہیں ہوتی۔ پس جب مجھ کو یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ صوفیہ کرام صحابہ حال ہیں نہ صرف صاحبہ احوال

حالة شخص  
استملاء  
تضاعف من العسكر  
على معارف العسكر  
وبين ان يكون  
سكران بسبب  
السكران لا يعرف  
حدا العسكر وعمله

وهو كذا في نسخة  
من نسخة في نسخة  
بغير حذف الحرف  
وإدخال الحرف  
من نسخة في نسخة  
في نسخة في نسخة  
حذف الحرف في نسخة  
وأورد في نسخة

اقول احوال الامم  
تقينا انهم  
من الذين اطلع  
غروب النفس  
على الزهد و  
بين ان يكون  
شرها واسياها  
حقيقة الزهد  
فرق بين الزهد  
والصحة فكلما  
قويتمها هو فائد  
واسياها







المؤلف غفر له

ان ارجع اليها  
وارجع اليها  
التي كانت في  
التي كانت في

فانظر

تشیع و سنی

انقلابی

مجلس القضاء

*[Handwritten signature]*

۱۷

منه

هذه هي الامور

منه الى الله

نور محمد

4/2/72

44

17

12

طبعة

۱۳۹۱

المجلس الأعلى للشريعة الإسلامية

الحمد لله

جہاں

17/11/2015

۱۵/۱۲/۱۳۳۵

دستور

254

مفتی محمد رفیع

5

کے دل خوش کرنے کے لیے کچھ اُنہیں پُراکون تو زبان سے  
ایک لفظ نہیں نکل سکتا تھا۔ اور زبان نہیں چلاتی تھی۔ اس  
زبان کی بندش سے نہایت رنج و قلق ہوا۔ اور میری قوتِ دگر  
بھی جاتی رہی اور کھانا پینا مضحکم ہونے سے بگایا نہ ایک گھوٹ  
پانی کا پیا جاسکتا تھا اور نہ ایک لقمہ مضحکم چڑھا تھا۔ سب  
خوشیں منقطع ہو گئیں اور سب قویں ضعیف۔ حتیٰ کہ اطیبا  
علاج سے باز ہو گئے۔ اور اُنہوں نے بتلایا کہ پہلے کوئی  
صدمہ اس کے دل پر پہنچا ہے۔ پھر اسکی سرپرست مزاج کی  
طرف ہوئی ہے اب اس کا علاج بذوق اس کے ممکن نہیں  
کہ پہلے دل کو اس صدمہ اور غم و اندوہ سے راحت اور آفاقہ  
ملے۔ پس جب میں نے معلوم کر لیا کہ میں عاجز محض ہو گیا  
اور کوئی اختیار میل باقی نہیں رہا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی  
جنا ب میں اتجا کی جس طرح کہ بے اختیار اور بے حیلہ اور  
بے وسیلہ اتجا کیا کرتا ہے۔ پس اُس حضرت مجیب الدعوات  
نے جو بیقراریوں اور بے اختیاروں کی دُعا قبول کرتا ہے  
میری دعا و استعا قبول فرمائی۔ اور میرے دل پر جاہ  
و منصب اور عیال و مال اور اولاد و احباب سے روگردانی  
کرنی آسان ہو گئی۔ پس میں نے ظاہر کیا کہ میں تگمہ مضحکہ  
کو جانا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے دل میں ملک شام کا

١٠٠

20

مجلس

\_\_\_\_\_

الشمام  
نفسي سفند  
وانا وري في  
الخارج الوصيفة  
والجن جنم  
والولد والاصحاب  
والملك والامير

---

[illegible]

اور ایمان کی منادی کرنا عیلا وطن پر یہ آواز دیتا تھا کہ  
کونج ہے کونج۔ اب عمر بہت غصوری باقی ہے اور سفر  
دور و دراز پیش ہے اور یہ جو علم و عمل تیرے گرد و پیش ہیں  
یہ سب بیا اور تو ہم ہیں۔ اگر تو آخرت کے لیے اب مستعد ہوا  
تو پھر کب مستعد ہوگا۔ اور اگر اب قطع علایق نہیں کریگا تو  
پھر کب کریگا۔ اس حالت میں جب ارادہ ہوتا تھا کہ یہاں سے  
جھاگ جاؤں تو شیطان اُگر کہتا تھا کہ یہ تو عارضی خیالات  
ہیں ان کی پیروی مت کرنا کیونکہ یہ مسلح الزوال ہیں۔ اگر تو  
اس خیال موبہم کی پیروی کرے اس جاہ و منصب اور  
شان و شوکت کو جو کج تحکم بلا خدشہ اور بلا کدورت حاصل  
ہے چھوڑ دیکر تو غالباً تیرا نفس پھر اسکی طرف مائل ہوگا۔ اور  
پھر یہ اعزاز حاصل نہ ہو سیکے گا۔ میں ہمیشہ اسی تردد میں تھا  
کہ اہل سے مشہدات دینی کی کشمکش دنیا کی طرف  
کھینچتی تھی۔ اور اُدھر آخرت کی رغبت اپنی طرف اول  
وجہ شدہ چہری سے آخر ذی الحجہ سنہ مذکور تک چپہ چپہ  
میں اسی کشاکش اور تردد میں رہا۔ اس ماہ ذی الحجہ میں معاملہ عدم  
میں سے خلک عدم طرار و عدم اختیار پر پہنچ گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے  
(مجھ پر) اکرام کیا کہ میری زبان ایسی بند کر دی کہ پھر میں بڑھا  
نہ سکا۔ اس حال میں اگر میں کوشش بھی کرتا تھا کہ طلباء و شاغلیں

ذلك ينفخها العاصية  
 ويخيم العم على الرب  
 والظلمة تملأ وجه الشيطان  
 ويقول هذه هي قاضية  
 وإليك ان تظاوعها  
 فأخاس بقية الزوال  
 وإن أنت لم تظاوعها  
 تلت هذا الجبال  
 والثاني المنطوق  
 الثالث عن التكاثر  
 والتعويض وإمر الله  
 الصافي عن قاضية  
 الخصم من ربح  
 الفتنة اليه ففسك  
 ولا تبقرك المعاصي  
 فله انزل اورد بين  
 فمما يفتكك الدنيا  
 تهاجمك الحق الدنيا  
 ويدويها الآخرة  
 فبها من ستة أشهر  
 اولها وجبته

وَقَدْ كُنْتُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ  
وَفِي هَذِهِ الْأَيَّامِ  
الَّتِي أَصْلَحْتُ فِيهَا  
عَنِ الْإِسْلَامِ  
فَكَانَتْ أَحْسَنَ  
نَفْسِي



بکرم الامم

نورہ و فاعادہ المسلمین علیہم السلام  
 العالیٰ علیہ السلام  
 منہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 واقعت بعدہ فیما بعد  
 شہین لا شغل لہ  
 لا العزلة والخاصة  
 ولا الضمة والجماعة  
 اشتغالہ بالانسان  
 و تہذیب القلب لکمالہ  
 تفضیلة القلب لکمالہ  
 اللہ تعالیٰ کم کانت  
 حصلة علیہ الصلوۃ  
 فلانت اعتکف منہ  
 فی مسجد دمشق  
 اصعد منہ المسجد  
 حول النہار علی  
 باہا علی فتنوہ  
 القادس الی بیت  
 ریم الی بیت علی  
 باہا علی فتنوہ  
 لک فی راجیہ  
 فیضۃ الخیر  
 من بکات مکة  
 والدیۃ و زیارۃ  
 علیہ السلام  
 علیہ السلام  
 علیہ السلام  
 علیہ السلام  
 علیہ السلام

میں صرف کرنے کے لیے میرے دل سے زیادہ آؤر کونسا مال  
 لایق تر ہے۔ بعد میں تک شلم کو چلا گیا۔ اور وہاں دو سال کے  
 غریب رہا۔ اس عرصہ میں بدون عزت اور کج خلوت اور  
 مجاہدہ و ریاضت کے آؤر کوئی شغل مجھ کو نہیں تھا۔ اور نیز  
 ترکیہ نفس اور تہذیب اخلاق اور ذکر الہی سے قلب کا تصفیہ  
 رہا جس طرح کہ میں نے علم تقویٰ میں سیکھا تھا۔ میرا کام تھا  
 عشق کی ایک مسجد میں ایک مدت معتکف رہا کہ دن کو ایک  
 منارہ پر چمکے اُس کا دروازہ بند کر لیا تھا اور سارا دن وہاں ہی  
 بیٹھا رہتا تھا۔ پھر بیت المقدس میں جا کر ہر روز ایک حجرہ  
 میں جاگھستا تھا اور اُس کا دروازہ بند کر لیتا تھا۔ اس کے  
 میرا ارادہ سفر حج کا ہوا تاکہ حج کا فرض ادا کروں اور کہ شریف اور مدینہ  
 منورہ کی کثرت فیضیات سے مستفید ہوں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 علیہ وعلیٰ نبیاء صلیات اللہ کی زیارت سے فارغ ہو کر حضرت رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پُر افاقت سے شرف ہوں تب  
 لمحہ یہاں کسی صاحب کو یہ خیال نہ گذرے کہ حضرت امام کا کوئی مرشد نہ تھا  
 انہوں نے کتابوں ہی کو پڑھ کر آپ ہی آپ مجاہدہ کر کر ترکیہ نفس کر لیا کہ  
 یہ آگنی ٹیٹ رول ہے۔ مرشد حضرت امام کے حضرت شیخ  
 ابو علی فارمدی تھے۔ (دیکھو نفحات صفحہ ۳۳ و رسالہ قدسیہ  
 خواجہ محمد یار سارحہ رحمۃ اللہ علیہ)





[illegible]

وكرامات الاولياء  
عليه التتقي بابايت  
اولك حال سول الله  
عليه التتقي ارجين  
اقبل الى جليل  
حين كان غيا في  
بيدو تعب حتى  
فالت العبدان حتى  
اشفق ربهم  
تجسوا بالذوق  
ليستك سبيلها  
فمن لم يفرق الذوق  
فيتيقها بالذوق  
وليس مع انك  
معهد الصلح  
حق فيهم ذاك  
فقد ان الاحوال  
يقين ان جليل  
استفاد من  
هناك

اولياء اللہ کی کرامات اُنہیں انبیاء علیہم السلام کی ہدایت ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حالت اُنہیں دنوں حاصل تھی جب دنیا سے قطع تعلق کر کے خارجہ میں تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں خلوت میں معبود برحق کی عبادت میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ عرب کے لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا پر عاشق ہو گئے ہیں۔ یہ وہ حالت ہے جبکہ اہل ذوق جو سدا کے رستہ میں چلتے ہیں بخوبی جانتے ہیں اور جو اس ذوق و شوق سے محروم ہے وہ تجربہ اور سننے سے دریافت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسے لوگوں سے بکثرت صحبت رکھے۔ یہ حال اہل صحبت کو علامات و قوانین سے بھی یقینی طور پر سمجھ میں آسکتا ہے جنہیں ان پاک لوگوں سے صحبت رکھیگا۔ وہ یہ ایمان آج حاصل کر لینگا

۱۔ بیان ظاہر ہے کہ حضرت امام محمد اولیاء اللہ کی کرامت کے قائل ہیں۔ اور کیونکہ قائل نہیں کہ آپ اہل سنت و الجماعت سے تھے اور اہل سنت و الجماعت کے عقاید پر مشد ہے کہ کرامت الاولیاء حق۔ منکر اس کا اُن کے فرقے سے نہیں۔

۲۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو ذوق و شوق و محروم ہے اس کو اس ذوق و شوق کی اصلیت سے بوجہ اپنی محرومی کے انکار کرنا چاہیے بلکہ اس کا یقین اس طرح حاصل کرنا چاہیے جس طرح حضرت امام نے آگے بیان کیا ہے یعنی پہلے عقاید سنت و الجماعت پر قائم ہو۔ پھر ان اولیاء اللہ کی صحبت میں عنایت سے حاضر ہو۔ اور ان سے جو کلام سنے اور اپنی سمجھ میں آوی۔ تو اپنی غلطی اور کمزوری کا معترف ہو۔ اُن کے کلام میں یہ حرف گیری نہ کر جو اگر صحبت نصیب نہ تو اُن کی کتابوں کی طائو کرے اور حدیث میں کسی اہل بطل کی کلام

مشاہدات اور مکاشفات شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ عالم بیداری میں فرشتوں کو اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو دیکھتے ہیں اور ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں پھر اس حال مشاہدہ صمد اور مثال میں اس قدر ترقی کر جاتے ہیں کہ اُس کے حال کے بیان سے قوت ناطقہ عاجز ہو جاتی ہے۔ اور کوئی متکلم اُس کی تعبیر ایسے الفاظ میں نہیں کر سکتا جو صحیح خطا پر مشتمل نہ ہوں۔ آخر کو مقام قرب الہی پر اس درجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ بعض لوگ اُسے حلول خیال کرنے لگتے ہیں اور بعض اتحاد اور بعض وصول۔ مگر یہ سب خیالات غلط ہیں اور ان کے غلط ہونے کی وجہ ہم نے کتاب مقصد الاقصیٰ میں بیان کی ہے ان جس نے اس حال کا مزا چکھا ہے وہ جانتا ہی کہہ سکتا ہے کہ میان تھا جو کچھ تھا۔ کیا اُس کا ذکر کروں۔ کوئی بہت اچھی ہی چیز تھی کیا پوچھتے ہو کیا تھی جو پس جس شخص نے اس علم تصوف کا مزا نہیں چکھا اسے حقیقت نبوت سے سولے نام کے اور کچھ نہیں جانا۔

لے بیان ظاہر ہے کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ ان واقعات کے عینی گواہ ہیں اگر کوئی ان پر یقین کرے تو اُس کا اپنا تصور ہے امور واقعہ کی تردید اُس کے یقین دہ کرنے سے نہیں ہو سکتی ہے۔

مما استاذک کل من  
المنبر والجلال  
قد لا بد منہ  
دیکھ کر حق شناس  
الاستیعاب

مشاہدات اور مکاشفات شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ عالم بیداری میں فرشتوں کو اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو دیکھتے ہیں اور ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں پھر اس حال مشاہدہ صمد اور مثال میں اس قدر ترقی کر جاتے ہیں کہ اُس کے حال کے بیان سے قوت ناطقہ عاجز ہو جاتی ہے۔ اور کوئی متکلم اُس کی تعبیر ایسے الفاظ میں نہیں کر سکتا جو صحیح خطا پر مشتمل نہ ہوں۔ آخر کو مقام قرب الہی پر اس درجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ بعض لوگ اُسے حلول خیال کرنے لگتے ہیں اور بعض اتحاد اور بعض وصول۔ مگر یہ سب خیالات غلط ہیں اور ان کے غلط ہونے کی وجہ ہم نے کتاب مقصد الاقصیٰ میں بیان کی ہے ان جس نے اس حال کا مزا چکھا ہے وہ جانتا ہی کہہ سکتا ہے کہ میان تھا جو کچھ تھا۔ کیا اُس کا ذکر کروں۔ کوئی بہت اچھی ہی چیز تھی کیا پوچھتے ہو کیا تھی جو پس جس شخص نے اس علم تصوف کا مزا نہیں چکھا اسے حقیقت نبوت سے سولے نام کے اور کچھ نہیں جانا۔



بالحمد لله  
والدين والحمد لله

الحالة ووقفه والقبر

سید الطیف ایمان محمدی  
مدرسہ اسلامیہ دارالاحیاء

الذين آمنوا منهم  
والذين آمنوا منهم

مفتاح القلوب

هذه الكلمات  
في الكلام  
بشيء

یست معون الیہ  
و یقوی لول العجب  
و یقوی کیف یخزون  
و یقوی کیف یخزون

وَفِيهِمْ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ  
وَهُمْ فِيهَا مُّسَبِّحُونَ

الملك  
خرج من عند  
قالوا للذين

ما إذا قال أنفسا  
اولئك والخبايا  
طبع الله على قلوبهم  
فاتبوا آهواهم  
فاصبروا واصبروا  
اصبروا واصبروا



ان في قوله  
وكانت قوتها  
عن مدحها المميز  
واما ان المميز  
لوهوض عليه  
مدحها العقل  
لماها واستبعدها  
فقد ان بعض  
العقلاء ابا  
مدحها السبق  
واستبعدوها  
وذا من غير  
اذا كانت العقل  
انه لو لم يكن  
وغيره من مدحها  
فمن ان مدحها  
في نفسه واما  
لو لم يكن مدحها  
امع كل ذلك

خلق من الله تعالى  
والتسليم على  
له عافى الله عنه





وکیل ہونے میں اس کا  
کلیں و زلف عینہ  
احسان و مہر و  
نصوہ و فید و  
الغیبہ کا فکر و واقف  
و قال الحق الحساسة  
اسباب الادرار  
فمن لم يدرك  
الاشياء مع وجودها  
وخصه ما فيها  
ما يرتك مع وجودها  
تولى و اخفى  
منها نفع فباين  
تلك يدرك وجوده  
والمشاهدة لا تفكها  
انما العقل المحض من  
الموارد الى  
تخصيل في عينه  
مجاہد انواعا  
من العقول كانه  
الحواس خالقها  
فالتفكير ايضا  
حسب نوعه و طوع  
تخصيل في عينه

کہ اُن کو خاصیت نبوت کا ایک نمونہ عطا فرمایا ہے جس کا نام خواب ہے  
کیونکہ کبھی خواب میں ایسے امور غیبی دریافت ہوتے ہیں جو آئندہ  
واقعہ میں آتے ہیں یعنی یا تو ضرر یا نفع اُن کو وہ دیکھتا ہے یا متصور مثالی  
میں جس کی تعبیر اُسکی صلیت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اور اگر خواب کو  
لوگ نہ دیکھتے اور پھر اُن کے سامنے یہ کہا جاتا کہ بعض لوگ ایسے  
ہوتے ہیں کہ اُن کی حالت مثل غش آجانیوالے کے اوڑھل مردہ  
کے ہوجاتی ہے۔ اور اُن کے حواس سب معطل ہوجاتے ہیں۔ اور  
اس حالت میں اُن کو غیب کی کچھ باتیں معلوم ہوجاتی ہیں۔ تو  
بیشک لوگ اسکا انکار کرتے اور انکے مانگن ہونے پر دلیل قاطعہ  
کرتے اور یہ کہتے کہ تو نے حسدِ ادراک علم کے اسباب میں جس کو  
ان کے ہوتے ہوئے وہ امور غیبی معلوم نہوئے تو ان کے کھو  
جانے سے بطریق اولی معلوم نہونگے۔ مگر یہ دلیل ایسی ہے جسکو  
مشاہد اور واقعات جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ عقل  
آدھی کے اظہار میں سے ایک طور میں قوت ہے جسکے ذریعہ  
ہے آدمی کے لیے ظاہری آنکھوں کے سوا ایک اور آنکھ  
کھل جاتی ہے جس سے بہت سے ایسے معلومات کو دریافت  
کر سکتا ہے جن کے اندر حواس ظاہری معطل اور بند ہیں۔  
اسی طرح نبوت بھی ایک طور ناموسی دیگر اظہار مذکورہ بالا کے ہے  
جس کے ذریعہ ہے ایک پیغمبر آکھ کھل جاتی ہے۔ جسکے ذریعہ سے

مجاہد انواعا  
من العقول كانه  
الحواس خالقها  
فالتفكير ايضا  
حسب نوعه و طوع  
تخصيل في عينه



منها ومنه

لم يزل ينادي بالانفوس  
 يا مولاي خذ رزقي وقل  
 ولو كان الدنيا  
 فان كان الدنيا  
 ليس لك منها  
 انما هي فداؤهم  
 اذ لا كيف تصدق  
 بها واما ان تصدق  
 بعد الغرم فذلك  
 غنى من اجل  
 او اذ لم يبق التصديق  
 فيجيب له

عبد القادر بن  
محمّد بن عبد القادر بن  
أبو القاسم بن عبد القادر بن  
أبو القاسم بن عبد القادر بن



یعنی فکر آہی، تو اللہ تعالیٰ اُسکے ساری دنیا اللہ آخرت کے غم بلیغ کو تیار ہے۔ جب آپ ان احوال کی صداقت کا تجربہ ہزار احوال میں یا دو ہزار یا کئی ہزار احوال میں کر بیگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ ارشادات محض صدق ہیں جن میں کوئی شک نہیں۔ پس آپ اس طریق کی تعلیمات سے نبوت کا یقین تلاش کیجئے نہ لٹھپیا کے سانپ ہو جائیے یا چاند کے ٹھٹھ جانے سے۔ کیونکہ جب آپ صرف کسی ایسے ایک معجزہ کی طرف نظر دوڑائیے اللہ اس کے ساتھ اور بے شمار قرینہ اور دلائل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور سستی پر دلالت کریں شامل نہ ہوں تو اس صورت میں کہی آچکا خیال گزرسے کہ وہ محرق یا خیال بندی تھی اور شاید یہ شبہ جو آپ کے دل میں پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گمراہی میں ڈالنے کے لئے ہووی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے یا اور مشہدات معجزات کی بہت آپ کے دل میں پیدا ہوں۔ لیکن اگر آپ کا ایمان نبوت پر ایسی کلام کی سند نہ ہوگا جو ایک سلسلہ وار ہو۔ اور انہیں بہت صداقتیں ہوں۔ تو بصورت دلالت معجزہ کے تو آپ کا ایمان یقینی اور سچتہ ایسی سلسلہ وار کلام سے ہو جائیگا جسپر کوئی اعتراض نہ وارد ہو سکیگا۔ پس ثابت ہوگا کہ حقائق عادات کو ہی اصل دلیل اور

لہ بیان انکار معجزہ شوق القربین مخلصانِ حیات کی مراد کو سمجھنا چاہیے۔

[illegible]

والشبهة عليا  
فليكن مثل هذه  
المنافق احدى  
الاشكال









صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف

صبح کی نماز۔ نماز عصر سے نصف ہے۔ اس میں بھی موجد تحقیق نے کوئی  
مستزاد قبیل خاص رکھا ہے جسکی اطلاع بدون نور نبوت کے حاصل  
نہیں ہو سکتی۔ جس شخص نے اپنی عقل کے ذریعہ سے عبادات کے  
اسرار دریافت کرنے میں کوشش کی۔ اُس نے اپنا حق ظاہر کیا ہے اور  
جس شخص نے یہ خیال کیا کہ اعداد رکعت اور ارکان صلوٰۃ اور دیگر عبادات  
کی کئی و بیشی محض امر اتفاقی ہے۔ اس میں کوئی ستر رکھی نہیں چڑھاؤ  
اسکا نقصانی ہو اُنھنے بھی اپنی تجربات ظاہر کی اور جیسے کہ او دیات  
میں اجزاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو اصول جن کو اگلے کہتے  
ہیں یعنی اصل اجزاء دوسرے زوائد جو اُن کے متمم ہوتے ہیں کہ  
اُن میں سے ہر ایک کو اُن اصول کے اعمال میں خاص تاثر ہے اسلیج  
سنن اور نوافل ارکان عبادات کے متمم ہیں اور تکمیل ارکان عبادات کے  
لیجے ضروری۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بطریق دل کے  
طریق ہیں۔ جب عقل کو یہ امر معلوم ہو جائے تو اسکا فائدہ اس میں  
ہے کہ نبوت کی صداقت پر گواہی دے۔ اور اپنے آپکو اُن امور سے

صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف  
صلواتہ الصلوٰۃ اربعہ نصف

۱۔ اس مہر کو عقل غریزی اور جہلی کو جبکہ اسلام ہے کہ خصوصیت نہیں ہر مسلم  
غیر مسلم دونوں میں ہوتی ہے بلکہ کبھی ایک مسلم سے غیر مسلم میں یا وہ ہوتی ہے یہ طاقت نہیں پیش آتی کہ عبادات  
کے اسرار کو دریافت کر سکے پس جو کوئی اس عقل سے اُن کو دریافت کرنا چاہے اُس کا حق ظاہر ہے۔ اسکی یہ کوشش  
ایسی ہر جیسے کوئی آنکھ سے سنا چاہو اُن سے دیکھنا۔ **دوسرہ**  
اکھ جن کوئی کرے لاکھ کرے کوئی دینا + آنکھ کبھی نہیں اُن کے دیکھ سکے نہیں ان  
حکمت اسکو کہتے ہیں جس کا کام ہے وہ اُس سے لینا چاہیے ورنہ حکمت نہوگی۔ حماقت ہوگی۔  
۲۔ یہ اس وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اور امر اور تو اہی آپہ میں ہی  
ایک کت ہے جو عین نبرت سے معلوم ہوتی ہے۔ ۳

نقولنا املوہ علیہ  
الحفاظۃ علیہ  
العلماء صاحبہ  
فلان بن المشاہیر  
ماب فی الفضل  
صلی فی فلان  
الجمہ فی فلان  
زموال الاقاف  
اموال التمام  
فلان  
باجل مال السلطان  
باجل مال السلطان

نے یہ کہا کہ اگر شہر کی حفاظت واجب ہوتی تو بے شک  
علماء اس التزام کے زیادہ تر متفق ہوتے حالانکہ فلان شہر  
قابل تہذیب نہیں پڑھتا اور فلان عالم شرب پیتا ہے اور فلان  
صاحب مال حرام از قسم مال وقف و مال یشیم کھاتا ہے  
اور فلان قاضی عدالت میں رشوت لیتا ہے۔ دوسرے قابل  
نے یہ کہا کہ میں علم تصوف کا عالم ہوں اور اس درجہ پر  
پہنچ گیا ہوں کہ وہاں عبارت کی کچھ حاجت نہیں  
تیسرے قابل نے اہل اہانت کے شبہات اٹھائے  
اور اہل اہانت وہ فرقہ ہے جو طریق تصوف میں تصوف  
کو چھوڑ کر اور بھک کر گمراہ ہو گیا ہے۔

چوتھا قابل فرقہ تعلیم کی سند پر چلا اور کہا کہ امر حق  
کا دریافت کرنا ہی شکل ہے اور حق پہچاننے کا راستہ ہی  
ہند ہے کیونکہ مختلف مذاہب شایع ہیں اور ایک مذہب دوسرے  
سے اولے نہیں۔ اور عقلی دلائل باہم متعارض ہیں اہل الکرا  
کی رائے کا اعتماد نہیں۔ ان جو کوئی مذہب تعلیم پر  
چلے۔ اسکو یقین حاصل ہوتا ہے۔ حجت کی ہمسکو ضرورت نہیں  
پس شک کے عوض یقین کو کہنے چھوڑنا جاسکتا ہے۔

۱۔ یہ وہ فرقہ ہے جو ہر اہانت نہیں کرتا جامی  
ہر مرتبہ از وجود کے وارد ہا اگر حق و غلط یعنی زندقہ

قاجار نے فلان  
فلان کا خاندانی  
علی القضاۃ الشافعیہ  
وہم اہل مال  
قال انہ من علم  
التصوف و تعلیم  
قد بلغ مبلغا  
عن کما جبر  
الاساقیۃ و انوار  
سبغات آخری  
وہم اہل مال  
عن طریقہ  
ذیل  
نقول الحق  
والطریقۃ الیہ مسند  
وہم اہل مال

باللہ العزیز  
وہم اہل مال  
وہم اہل مال  
وہم اہل مال  
وہم اہل مال  
وہم اہل مال  
وہم اہل مال  
وہم اہل مال

و سبب من التعلیم  
و سبب من المعاصی  
و سبب من العیال  
و سبب من النفاق  
و سبب من الخیال  
و سبب من المال  
و سبب من الشهوة  
و سبب من الغیة  
و سبب من الفتن  
و سبب من الحسد  
و سبب من البغیة  
و سبب من التکبر  
و سبب من الجور  
و سبب من الظلم  
و سبب من الغش  
و سبب من النیر  
و سبب من النیر

اور ایک دن اُن لوگوں کی جانب سے ہے جو امام معصوم سے تعلیم پانے  
دعویٰ رکھتے ہیں۔ اور ایک دن اہل معاملہ کی طرف سے ہے جو اپنے  
تین لوگوں میں عالم کہلاتے ہیں۔ میں ایک دین تک عام لوگوں  
سے یہ پوچھتا رہا۔ اور اسکی خوب تحقیق کرنا کہ تم شریعت کی کتاب  
میں کوتاہی اور تقصیر کیوں کرتے ہو۔ میں ہمیشہ اُن سے پوچھتا رہا  
کہ آپ کا کیا شبہ اور اعتراض ہے۔ اور نیز آپ کا عقیدہ اور  
رازدل کیا ہے اور میں اُن سے یہ کہتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم  
شرعیّت کی متابعت نہیں کرتے۔ اور اگر آخرت پر ایمان رکھتے  
ہو تو کیوں اُسکے لیے تیار اور آمادہ نہیں ہوتے اور اُسکو دنیا کے عو  
بھیچے ہو یہ تو ایک قسم کی حماقت ہے۔ کیونکہ جب تم دو روپیہ کو  
ایک روپیہ کے عوض نہیں دے سکتے تو کیونکر چار روپیہ کے عوض  
ایک روپیہ کو چند ایام محنت کے عوض بیچ دلو اور اگر آخرت پر  
آپ کو ایمان نہیں ہے۔ تو پھر آپ کا فرہین آپکو چاہیے کہ اپنا ذکر کریں  
اور اپنے نفس کو طلب ایمان کی طرف لا دیں اور دیکھیں کہ کفر حقی کا  
کیا سبب ہے جو آپکے باطن کا مذہب ہے اور ظاہر میں اُسپر حرکت کرنا  
سبب ہے اور ایمان کے سبب سے یا علمین شریعت سے یا سلطان وقت  
کے خوف سے اُس کفر حقی کو ظاہر نہیں کرتے ہو۔ اسپر ایک قابل  
ملاحظہ یہ کفر حقی بہت بڑی بلا ہے طالبان طریق الی اور اس کی بڑی نفی  
کرتے ہیں۔ اور باطن کو ظاہر کے مطابق رکھتے ہیں۔ ۱۲

و سبب من التعلیم  
و سبب من المعاصی  
و سبب من العیال  
و سبب من النفاق  
و سبب من الخیال  
و سبب من المال  
و سبب من الشهوة  
و سبب من الغیة  
و سبب من الفتن  
و سبب من الحسد  
و سبب من التکبر  
و سبب من الجور  
و سبب من الظلم  
و سبب من الغش  
و سبب من النیر  
و سبب من النیر

و سبب من التعلیم  
و سبب من المعاصی  
و سبب من العیال  
و سبب من النفاق  
و سبب من الخیال  
و سبب من المال  
و سبب من الشهوة  
و سبب من الغیة  
و سبب من الفتن  
و سبب من الحسد  
و سبب من التکبر  
و سبب من الجور  
و سبب من الظلم  
و سبب من الغش  
و سبب من النیر  
و سبب من النیر



فان القصير من  
الحكمة والحكمة  
من حاصها ربح  
حقيقة الربوبية  
الظنفة والادب  
ولكن في قول  
كنت افضل من  
وقائل خامس يقول

پانچواں : کہتا ہے کہ میرا یہ فعل تقلیدی نہیں ہے میں نے  
علم خلاصہ نجفی پڑھا۔ اور حقیقت نبوت کو نجفی دریافت کیا۔  
اسکا مال اور خلاصہ حکمت اور مصلحت وقت ہے اور انبیاء نے  
جو عبادات کی قید لگائی ہے اُس سے اُن کا مقصود صرف  
عامہ خلائق کو ضبط میں رکھنا اور باہمی جھگڑاں اور  
فسادوں سے روکنا اور شہادت میں نہ ڈوبنے دینا۔ اور سخت  
سے بچانا ہے۔ اور میں عوام جہلاء سے نہیں ہوں جو مکلف  
ہوں۔ اور تکالیف شرعیہ کا بھاری پتھر سر پہ اٹھانے میں  
فرقہ حکار وقت سے ہوں اور حکمت کا تابع ہوں اور اسمیں سے  
کچھ دیکھتا ہوں۔ اور اسوجہ سے مجھے کسی کی تقلید کی بجز ضرورت نہیں  
۔ آخری درجہ اُن لوگوں کے ایمان کا ہے جنہوں نے علم فائدہ  
اپنی پڑھا اور اسکو علی بن سینا اور ابوالنور فارابی وغیرہ  
کتابوں سے سیکھا یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کے ساتھ سما  
رکھتے ہیں بعض ان میں سے قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں  
اور رمضان میں روزہ بھی رکھتے ہیں اور نماز جمعہ اور  
جاعتون میں بھی حاضر ہوتے ہیں اور زبان سے شریعت  
کی بڑائی بھی کرتے ہیں لیکن شرب خوری اور دیگر اقسام  
کے فسق و فجور نہیں چھوڑتے۔ اور جب اُن کہا جاتا ہے  
سے اور اب غریب زبانوں میں اُن کو پڑا اور وہ باتیں کہ گے جوام نے بیان کی ہیں





ضعف اعتراض اضر اعتر  
علیہم اذا عذر ضوا  
نجاہدہ عا ہندوہ  
ولم یطو و طیر وک  
ماہو من دی ہم  
علیہم علیہ من  
قل فلما یات  
أضواء الخلق فک  
ضعف الیہم الی  
هذا الخلق فک  
کاسباب وریات  
نفسی علیہ الی  
هذه الشیہہ من  
انضاح من الخلق  
عنہ من الخلق  
نفسی من الخلق  
والخلق من الخلق  
من الخلق من الخلق

وجہ یہ ہے کہ بعض مشرکین اپنے ذہنی اعتراض کر رہے ہیں۔ اور  
علم ہندوہ اور منطق وغیرہ سے ان پر اعتراض کہتے ہیں جن سے وہ  
خوب واقف ہوئے ہیں اور یہ اکتا نہیں جانتے جیسا کہ ہم نے پہلے  
بیان کیا ہے۔ پس جبکہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگوں کے یہاں  
میں ان اسباب سے ضعف آگیا ہے اور یہاں تک آگیا ہے جس کا  
بیان میں نہ کیا اور میں نے دیکھا کہ میں اس قسم کے شہادت مانع کر نہیں  
مشاق بہن اور ایسے لوگوں کا قایل کرنا اور نصیحت کرنا سیر نزدیک  
کچھ بھی بات نہیں ہے۔ کیونکہ میں فلسفہ اور صوفیہ اور تعلیم اور  
علماء متوسلین کے علوم اور طریقوں میں بہت کچھ غرض کر چکا ہوں  
تو میری دل میں یہ بات آئی کہ اس وقت جو یہ بلا ایسی پھیل گئی  
ہے کہ مرض عام ہو گئی ہے اور طبیب خود اس مرض میں مبتلا  
ہو گئے ہیں اور خلقت ہلاکت کے کنارہ پر پہنچ گئی ہے۔ میرا  
خلوت نشین اور عزلت گزین ہونا کچھ مفید نہیں۔ مگر پھر میں نے  
اپنے جی میں کہا کہ تو اس بلا کے دفع اور اس اندھیر کے دفع  
کرتے میں اس فتور کے زائے اور سستی دین کے وقت میں کب  
مستقل طور پر قائم رہ سکے گا۔ کیونکہ اگر تو اس زمانہ میں لوگوں کی طرف حق  
اور راہ راست کی طرف دعوت کریگا اور بلا لے گا تو ساری اہل زمانہ تیرے دشمن  
ہو جائیں گے تو ان سے کب مقابلہ کیونکر کر سکیگا۔ اور تو ان کی تحالیف کب  
سلاہ اور اب بھی جو کوئی ایسا اعتراض کرے گا اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

انہی کشف ہذا  
الغہ و معاد مہ  
هذه النظمه والزمان  
دور الباطن والاعیان  
مدبوعہ الخلق من  
تھل النعمان اجہم  
فان تقاد و  
تشیہ



وَيَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُمْ  
لَمِنْ خَلْقِي وَلَهُمْ

فصل فی احوال و اعیان

ان الله واقد  
نصرنا وكابر  
واوذا

حاجاتك من رب  
طه

عند

七

یعنی کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو صرف اتنی ہی بات پر چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ کہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائیگی اور ہم آزمائش کو چمکے ہیں ایسا نادانوں کی جو اس سے پیشتر ہو چکے ہیں اور نیز خداوند تعالیٰ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو ساری مخلوقات سے زیادہ معزز ہیں خطاب کر کے فرماتا ہے۔ ولقد کذب رسول من قبلك فصبروا لآلایۃ۔ یعنی جو پیشتر میرے سے پہلے ہوئے ہیں ان کو بھی لوگوں نے جھوٹا کیا مگر انھوں نے اُس پر صبر کیا۔ اور نیز خداوند تعالیٰ نے سورہ تیس کیس میں فرمایا ہے۔ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم لتفذر قومًا اذذ آتاءوہم وہم غافلون۔ یعنی ان کو آواز دلائی گئی تھی تاکہ آپ ان لوگوں کو توبہ سنا دیں جن کے باپ دادوں کو بھی نہیں سنایا گیا اور وہ غافل ہیں۔ تو میں نے اس بارہ میں چند اہل دل اور ارباب مشاہد سے مشورہ کیا۔ انھوں نے بھی ترکِ عورت کی طرف اشارہ فرمایا اور بہت سے صالحین سے بھی اس معاملہ میں راز کہا گیا انھوں نے بھی یہی شہادت دی کہ اس حرکت اور ترکِ عورت کا منشا خیر ہے اور اسکا بیخ بدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے شروع پر مقدر کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ وہ ہر صدی کے شروع پر اسے دین کو زندہ کرے گا۔

۱۳۔ یہاں پر جو کہ آئینہ مال میں جسیا کہ نام دہ نے فرمایا ہے ترک عزت بہتر ہے۔ ۱۳۔

بسم الله الرحمن الرحيم

لهم فويل غافلون

فقد فزعوا من بين يديهم

سید الفاضل احمد

بالانفاق الى حق  
الى انفاقه

من ائمة الدين  
شافعية  
جامعة

الإمام الفقيه  
أبي عبد الله  
المشاهير

من برك الجنة والجنة

\_\_\_\_\_

في انك انما انت  
الصالحين انما انت  
عزائيرك في الدنيا  
عزائيرك في الدنيا  
سبحانه على كل  
عقل المتفكرين  
سبحانه على كل  
عقل المتفكرين

---





فلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ  
 و الفلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ  
 و الفلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ  
 و الفلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ

پیش کی ہے۔ علم الہیات اور طبایعیات کی اور بہت سی برہینیں  
 دلائل فلاسفہ ایسے ہی ہیں جو غلط اور نادرست ہیں۔  
 ثابت یہ ہے کہ فلاسفہ نے اپنا خیال خام ہر ایک امر کی نسبت  
 استیقار کیا ہوا ہے کہ جس قدر انہوں نے اسکو اپنی عقل ناقص سے  
 سمجھا اور پایا ہے۔ اور جسکو اپنی عقل ناقص اور نابالغ سے نہ سمجھ  
 سکے نہ پائے اسکو محال ٹھہرایا ہے۔ اگر رویہ صفا دینی خواب  
 سچا جو تجربہ اور واقعات سے سچا ثابت ہوتا ہے نہ ہو۔ او کوئی  
 مدعی یہ دعویٰ کرتا کہ جب حواس معطل اور اپنے کام سے بیکار  
 ہوجاتے ہیں۔ تو غیب کی باتیں معلوم ہوجاتی ہیں تو بلا شک  
 وہ لوگ اسکا انکار کرتے جو یہی عقول ناقص رکھتے ہیں۔  
 اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ کہا جاتا کہ دنیا میں کوئی بھی چیز  
 ہو سکتی ہے کہ اگر ایک جتہ ہجر وہ کسی شہر میں رکھ دیا جائے  
 تو سارے شہر کو کھا جاوے اور پھر ایسے تین بھی  
 کھا جاوے تو وہ اگر ایک چنگاری آگ سے شہر کا جل جانا  
 اور پھر اس آگ کا بچہ جانا نہ دیکھ لیتا تو ضرور اس سے  
 انکار کرتا۔ اور یہی کہتا کہ یہ حال ہے اور ان قبیل خرافات ہے۔  
 پس جاننا چاہیے کہ عجایب آخرت کا انکار بھی اکثر ہی قبیل سے  
 ہے ہم طبعی اور فلسفی سے انہوں کے خاصہ باب میں یہ کہہ دیتے کہ  
 ہماری اس دلیل کو سن کر آپ اس بات کے کہنے پر مجبور ہیں کہ انہوں

فلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ  
 و الفلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ  
 و الفلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ  
 و الفلاسفہ و الہیات و الطبایعیات و الفلاسفہ

فقد اثبت ان هذا  
 امور انشی خواصا  
 بدو من نضر من اجل  
 حوالہ اصل بل  
 ولا العقل بلزها  
 وقضي بالحق الثقا  
 فان ذن ذائق  
 من لا فون سم  
 قال لا يجد العلم  
 قال لا فرق في علم  
 وقوله الذي يدعى علم  
 الطبعه قايض علم  
 بدو من ان علم  
 بدو من الكليات انما  
 والذات في العلم  
 ان الباطن في العلم  
 ان الباطن في العلم  
 والذات في العلم

لیگا اسپر یہ ثابت ہو جائیگا۔ جیسا کہ منہ بیان کیا ہے کہ اوپا  
 میں ایسے خواص ہیں جو عقل سے کوسوں دور ہیں بلکہ عقل انکی  
 تخریب کرتی ہے اور ان کو محال سمجھتی ہے دیکھو کہ ایوں کا ایک  
 داگ سم قاتل ہے جس سے کثرت برووت کے سبب خون رگون  
 میں نہج ہوتا ہے اور جو کوئی علم طبعی جاننے کا دعویٰ کرتا ہے  
 وہ یہ کہتا ہے کہ مرکبات کو جو ٹھنڈا کیا جاتا ہے تو اسپر خصر مان  
 اور مٹی کو بڑا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی دو خصر بارہ ہیں مگر یہ بات  
 اس شخص کو جو دانا اور فہیم ہے بخوبی معلوم ہے کہ مٹی اگر  
 سیرون کھایا جاوے تو اس سے اتنی ٹھنڈ پیدا نہیں ہوتی جتنی  
 ایوں کے ایک داگ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر فرض کر لیا جا  
 کہ جب قدر اجزا ایوں میں ہیں وہ پانی اور مٹی ہی ہیں تو پھر بھی  
 اس قدر پانی اور مٹی کے اجزا سے اس قدر ٹھنڈ پیدا نہیں ہو سکتی  
 جس قدر ایوں سے خون میں پیدا ہو جاتی ہے اور جب انکے  
 ساتھ اجزا حار منضم ہوں جیسے اجزا ناریہ اور ہریہ میں تو اس قدر میں  
 تو کسی طرح اس قدر ٹھنڈ پیدا نہیں ہو سکتی جس قدر ایوں سے پیدا ہو جاتی  
 ہے تو اس امر کو کہ ایوں سے اس قدر ٹھنڈ پیدا ہو جاتی ہے حال کہنا کہ  
 حال چو کی یہ دلیل لاتا کہ ایوں میں چونکہ اجزا ناریہ و ہریہ  
 ہیں و اجزا ناریہ و ہریہ برووت پیدا نہیں کرتے ایوں سے ٹھنڈ  
 پیدا ہوا محال ہے۔ یہ خاصہ برووت کی تو ہم نے تھوڑی سی دلیل

هذا فالباطن  
 ال هذا الحد فلو  
 اخص طبعي هذا  
 ويجري به فقال  
 خال والدليل على  
 استحالة ان  
 نارية وهو ناريه  
 والحمايشه فان  
 لا ندي به برووت  
 ففقد العقل ما عتدا  
 فالادب في العلم

فقد اثبت ان هذا  
 امور انشی خواصا  
 بدو من نضر من اجل  
 حوالہ اصل بل  
 ولا العقل بلزها  
 وقضي بالحق الثقا  
 فان ذن ذائق  
 من لا فون سم  
 قال لا يجد العلم  
 قال لا فرق في علم  
 وقوله الذي يدعى علم  
 الطبعه قايض علم  
 بدو من ان علم  
 بدو من الكليات انما  
 والذات في العلم  
 ان الباطن في العلم  
 ان الباطن في العلم  
 والذات في العلم









آفتاب کہ وسط آسمان میں کہا تو وہی بات - اور نروال میں کہا تو وہی  
 بات - آفتاب کہ غارب میں کہا تو وہی بات اور مغرب میں کہا تو  
 وہی بات - پھر ہم کو اسکا بڑا تعجب ہے کہ جسکی عقل ان بدایع کو  
 قبول کرتی ہے اور اس بات کا اعتراف سچک اضطرار کرتی ہے کہ میں  
 کوئی ایسا خواص ہے جسکی معرفت بعض انبیاء کے معجزوں سے ہوتی  
 ہے تو وہ ایسے ہی آثار باتوں کو ایسے ہی سے منکر جو صادق ہر اور  
 سے تائید کیا گیا ہو - اور کبھی اسکی طرف جھوٹ کی نسبت بھی نہیں  
 ہو کیوں نہیں یقین کرتا اور کیوں نہیں ایسے ہی خواص کا امکان  
 اعداد رکعات میں اور صفاعدہ روڑے میں اور طواف کعبہ میں  
 اور کنکریاں لٹکنے وغیرہ عبادات شرح میں مان لیتا - جبکہ ان میں  
 اور خواص ادویہ اور خواص نجوم میں اصلاً کچھ فرق نہیں پایا جاتا  
 بہان اگر کوئی فلسفی یوں کہے کہ سمجھنے نجوم کی چیزوں کو اور  
 طب کی چیزوں کو تجربہ کر کے دیکھ لیا بعض ان میں اپنے خواص  
 میں ٹھیک اور درست ہیں اس لئے ہمارے دل میں ابھی تصدیق  
 بیٹھ گئی ہے - اور زمین نشین ہو گئی ہے اور استبعاد و نفرت دل سے  
 جاتی ہے اگر شریعت کا چتے تجربہ نہیں کیا - پس اگر ہم ٹکے خواص  
 کے امکان کا اقرار بھی کر لیں تو ان کا وجود اور تحقق کس طرح معلوم  
 کریں - اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آپ کے بیان میں کچھ غلطی ہے - اپنے  
 خود علم نجوم کا تجربہ تو نہیں کیا بلکہ تجربہ کاروں سے بطور اخبار کے

وفا الخبايا والاعمال  
فان احب اليه من اوله  
علا خيرا وانه علم  
الطوبى الذي يبالغ  
وانه قد علم  
وانه قد علم  
وانه قد علم

پہلے نمبر کی جی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہیں اور نیز ان حالات کا ذکر جبکی بابت آخر زمانہ میں واقع ہوئی خیر دی ہے سو پہلے سمجھے گا تو بالضرر اسی کو یہ علم یقینی مہل ہو جائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طور پر وراہ طور عقل ہے بلکہ جب کمال حاصل تھا۔ اور آپ کے لئے وہ دیرہ دل کشادہ تھیں جن سے وہ امور غیب اور غوص عبادات دریافت ہو سکتے ہیں۔ جو عقل و دین نہیں کر سکتی اور یہی طریق مستقیم اس علم ضروری کے حامل کرنے کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی مہدی اور سچے رسول تھے۔

پس اب یہ تصور کیجئے اور احادیث کا مطالعہ کریئے اور تو ان شریفہ کو غور سے پڑھیئے۔ ان امور مذکورہ بالا سے صداقت نبوت مشہور و عیان و مستغنی از بیان ہو جائیگی اور جو متفلسف ہو۔ یعنی اسلام کا دعویٰ کر کر دینیات میں فلسفہ کے قولوں پر چلے اسکے لئے اسی قدر تنبیہ و اطلاع کافی ہے اور اس زمانہ میں انکی سخت حاجت اور بہت ضرورت ہے۔ جو تھا سبب ضعف ایمان کا وہ ہے جو اعلم میں بد سیرت علماء ظاہر یعنی عالم بے عمل سے پیدا ہوتا ہے اس مرض کے دور کرنے کے تین علاج

۱۔ اور یہاں پہلے کہی کسی کو حاصل بخاندہ حاصل ہوگا۔ ۱۲  
۲۔ اور کا بدیع دنیا اور شہنشاہیوں سے بیٹے جو اکثر نامہ سانہ حالت اور سادہ صورت میں شل عمام کے رہتے ہیں اور حقیقت چمٹہ کار اور انسان کامل ہیں۔  
۳۔ اور اس زمانہ میں بھی اس کی سخت ضرورت ہے ۱۲ مترجم

اسلامی شریعت  
ہذا اللہ  
الطوبى الذي يبالغ  
وانه قد علم  
وانه قد علم  
وانه قد علم



[illegible]

دوسرا علاج یہ ہے کہ عالمی ضعف الایمان سے یہ کہیں کہ تم یہ جان  
لے کہ عالم نے یہ جان لیا ہے اور گمان کر لیا ہے کہ میرا علم آخرت  
میں میری شفاعت کرے گا اور بخشہ ہوگا۔ اور اس گمان سے وہ  
اعمال میں تساہل کرتا ہے تو کہہ دو عجب نہیں ہے کہ ایسا ہو  
بھی جاوے۔ بلکہ امکان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس علم کے  
درجے اور فضیلت کی وجہ سے اسکو بخشے اور گناہ معاف کر دے  
رہے تو آپ تو علم بھی نہیں رکھتے ہیں آپ اگر اُس عالم  
حال دیکھ کر حیل نہ کریں گے اور عمل کو چھوڑ دیں گے تو ضرور  
لاک ہو جائیں گے اور کوئی شفیع آپ کا نہ ہوگا۔

ایک ہوجانے اور کوئی شخص آپ کا ہودہ۔  
 غیر علاج یہ ہے جو حقیقت اچھا ہے۔ اس بات کو چاہنا  
 چاہیے کہ عالم حقیقی بجز اس کے کہ اُس سے نفرت ہوجائے  
 لانا کبیرہ نامقدور نہیں کرتا۔ اور گناہوں پر اصرار نہیں  
 کرنا کیونکہ وہ عالم حقیقی یہ جانتا ہے کہ معصیت سم قاتل ہے اور  
 آخرت دنیا سے بہتر ہے جو کوئی یہ جان لیگا اعلیٰ کو ادب کے  
 عوض نہ بھیجے گا۔ مگر یہ علم اُن علموں سے حاصل نہیں ہوجاتا  
 اکثر لوگ مشغول رہتے ہیں بلکہ اُن علوم سے معصیت پر اور  
 جبرأت ہوجاتی ہے اور علم حقیقی کے عالم پر خستہ اور خوف  
 و رجا نیکہستی ہیں اور یہی خوف و رجا اُس عالم کو گناہوں سے  
 بچاتے ہیں اور اُس کے اور گناہوں کو دیرانہیں ایک سہ ہوجاویں

وهو المصنف ان  
العالم في القرون  
التي مضت الى ان  
ان العالم في القرون  
التي مضت الى ان  
ان العالم في القرون  
التي مضت الى ان

وَبَيْنَ الْعَامِ وَالْغَامِ  
فَالْجَمَلُ بَيْنَهُ  
غَضَبُهُ وَخُفَاؤُهُ  
الْحَقِيقَةُ فِيهِ دُرٌّ مُدَا  
الْمَقَالُ وَأَمَّا الْجِدَارُ  
الْمُتَوَكِّلُ عَلَى اللَّهِ  
لِيُؤْتِيَهُ مِنْ فَائِزَةٍ  
أَنْتَ أَنْتَ مَنْ فَائِزَةٍ  
الْحَقِيقَةُ فِيهِ دُرٌّ مُدَا  
الْمَقَالُ وَأَمَّا الْجِدَارُ  
الْمُتَوَكِّلُ عَلَى اللَّهِ  
لِيُؤْتِيَهُ مِنْ فَائِزَةٍ  
أَنْتَ أَنْتَ مَنْ فَائِزَةٍ

ان تفضل ان احکم  
الذی رزقہ اللہ  
یا علی الخیر الموفی  
لم یمنک بخرام  
المزوال بالخرام  
القیۃ والکذب  
والمنیۃ والانت  
توف ذلک و  
تفضلہ لا الطم  
بانہ مصیۃ  
لشخصیک الخالیۃ  
علیک نقیۃ  
کنہ فیک وشد  
غلبہ کما علیک  
فصلہ بسائل  
وہذا حدیثی

ہیں ایک یہ ہے کہ جب کسی کو کسی عالم ظاہری کی نسبت معلوم ہو کہ وہ حرام کا مال کھاتا ہے تو اس سے خود اسکو حرام کھانے پر جرأت نہیں کرنی چاہیے۔ اور یہ نہ جانتا چاہیے کہ وہ اسکی حرام کھانا نہیں جانتا۔ جبکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ اسکی حال ایسا ہے جیسا کوئی شخص شراب اور سود کا حرام ہونا بلکہ غیبت اور کذب اور چلی کا حرام ہونا جانتا ہے۔ پھر وہ یہ کام کرتا ہے مگر یہ کرنا اس کا اسوجہ سے نہیں ہے کہ وہ ان امور کے گناہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتا بلکہ اسوجہ سے کہ شہرت کا غلبہ اسپر ہے اور اس غلبہ شہرت و نفس سے اس سے یہ کام ہوتے ہیں۔ جس طرح اس شخص کی شہرت کا غلبہ ہے اسی طرح اس عالم کی شہرت کا غلبہ بھی سمجھ لیجئے۔ مگر اس عالم کا علم ان باتوں کا جو اور ہیں عامی ہست بڑھکر ہے عامی کو مناسب نہیں ہے کہ صرف اسی بڑے کام سے اسکو بڑا سمجھے۔ اور اسپر زیادہ طعن کرے۔ کیا نہیں دیکھا کہ بہت سے مریض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ وہ طبیب کو حائق اور صادق جانتے ہیں۔ مگر پھر ان میوٹن کو سرد پانی کو بے صبری سے کھالی لیتے ہیں جنسہ وہ طبیب انکو منع کرتا ہے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مقرر نہیں بلکہ طبیب پر ان کا اعتقاد نہیں بلکہ یہ انکی بیوقوفی اور غلبہ شہرت کا باعث ہے یہ کچھ تہوڑا سا حال علماء ظاہر کی تعریف کا تھا۔

ان الامیان باطبیب  
صاحبہ خیر العلماء  
محل حفظہ العلماء



# الناس مستحم

جنتی ہیں۔ لیکن امام غزالی رحمہ اللہ رسالہ منہج من الضلال پیش کرتا ہوں۔ اس  
 پر چاہوں کہ وہ واضح ہو گا کہ فلسفیت جو مذہب ہے وہ علمِ آبیات فلاسفہ کے وہ تخیلات اور توہمات  
 ہیں جو مخالف عقائدِ اہل اسلام ہیں اور جو امور علومِ فلاسفہ کے مخالف عقائدِ اہل اسلام نہیں بلکہ ان کے  
 موافق ہیں وہ مذہب نہیں ہیں بلکہ مذہب نہیں۔ مثلاً صنایعِ بدایع الہی سے محبت رکھنا اس کی صفت  
 اور حکمت کا تمثیل کرنا عینِ عبادت ہے۔ اور صنایعِ عالم نے جو خواصِ اشیا میں رکھے  
 ہیں اور جو جو نیچرل کائنات ان کے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے قرار دیئے ہیں ان  
 دریافت کرنا اور ان سے کام لینا بڑا عمدہ اور اچھا کام ہے۔ جو کوئی اس نظر سے علومِ فلاسفہ  
 پڑھے اور فلسفیت مذہب اور محمود میں تمیز رکھے۔ جہاں عقل غریزی اور جزوی سے کام  
 لیتا ہے وہاں اس سے کام لے۔ اور جہاں عقل کلی کا تابع ہوتا ہے وہاں اس کا تابع  
 رہے۔ اسکو یہ علوم کچھ مضرت نہیں پہنچاتے بلکہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اس  
 اہل اسلام میں سے جس نے اس اصول کو چھوڑا۔ مذہب اور محمود میں تمیز نہ رکھی۔ ایک  
 لامبھی سے سب کو دکھا۔ امورِ دینیہ اور اسرار میں نور نبوت اور عقل کلی کا اسباح  
 نہ کیا اس کا ان علوم کے پڑھنے سے اور فلاسفہ کے تخیلات اور توہمات مذہب  
 کی پیروی کرنے سے ان آفتوں اور خرابیوں میں پہنچ جانے کا اندیشہ ہے جو حضرت  
 امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب طالبِ علمان  
 اہل اسلام کو ان آفتوں سے بچائے اور وہ ہجرہ عطا فرمائے۔ جس سے وہ عقائد  
 اہل اسلام پر ہی قائم رہیں۔ اور فلاسفہ میں محبت حکمت بھی ہوں۔ آمین۔

۱۱۱

ہجری مقدس



کتاب	نام کتاب	نام کتاب	کتاب
پیشینه	طلمس هوش با جلد ششم	سفر عمری از افضل	۲۲
پیک شادی	۱۰۰	بابر بادشاه	۳۳
بخراب	ابن الوقت	تیمور بادشاه	۲۳
شش عشق	گلشن دانش	نور جهان	۲۲
دی کا عاشق	دام محبت	حکیم دواعلی سینا	۳۳
انیم حاصل اول	فسانه جلیل	ملاد و پیاده	۲۲
دوم	جهانگیر	جمیس دات	۲۲
تجارتی	فسانه معقول	جنفر دلی	۳۳
تشان خیال اقبال	فسانه دلبند	الجزیره صنفه شلی	۲۲
دوم	طلمس حیرت	مسلمانان کی دین	۲۲
سوم	گلشن جانفزا	صبح امید	۲۲
چهارم	روسی زمیندار	کتب خانه اسکندریه	۲۲
پنجم	نزه دیانت	سفر عمری از افضل	۲۲
ششم	پانویطیفه حاصل اول	اسلامی کتب خانه	۲۲
مفتم	دوم	رساله البرق الحان مسرید	۲۲
هشتم	انگیزه نایق کی طیفه پدید	رساله خلق انسان	۲۲
نهم	قوت فیصله	ذکر سکندریه و القرن	۲۲
یازدهم	ثبوت واجب الوجود	تحریر فی تمامه فی سیر	۲۲
سوم	شعری صبح عید	تغییر صبحی حاصل اول	۲۲
دوم	معارف دهم در چهار زبان	کلیله و دمنه	۲۲
سوم	کلیله و دمنه	کلیله و دمنه	۲۲
چهارم	سفر عمری از افضل	کلیله و دمنه	۲۲
پنجم	انام حسین	کلیله و دمنه	۲۲

مضمون	صفحة	مضمون	صفحة
بيان سبب تأليف هذا الكتاب -	٣٧	بيان علم الاهيات	٣٧
القول في مدخل الفلسفة وجملة العلوم -	٣٨	بيان علم السياسات -	٣٨
بيان الاستدلال بقول الله تعالى من وراء حجاب -	٣٩	بيان علم الاخلاق -	٣٩
ان سيرة يطرح صدره للاسلام -	٣٩	بيان قوله عليه الصلوة والسلام هم خير من يطرون و هم	٣٩
بيان الاستدلال بقوله عليه الصلوة والسلام	٣٩	يرزقون ومنهم كان اوصحاب الكهف -	٣٩
خلق الخلق في خلقة ثم رشح عليهم من نور	٣٩	بيان قول علي كرم الله وجهه - لا تعرف الحق	٣٩
بيان الاستدلال بقوله عليه الصلوة والسلام ان	٣٩	بالرجال اعرف الحق تعرف اليه -	٣٩
في الايام و هم كرم لغفاته لا تعرضوا اليها -	٣٩	القول في ذهاب التسليم و خاتمته	٣٩
القول في اصناف الطالبين -	٣٩	القول في طريق التصوف -	٣٩
القول في بيان مقصود علم الكلام و حاصله -	٤٤	القول في حقيقة النبوة و خطر انكافه الخلق اليها	٤٤
القول في احاصيل الفلسفة -	٨٢	بيان الاستدلال على صدق نبوة بقوله عليه الصلوة	٨٢
فصل في اصناف الفلاسفة -	٨٢	والسلام من علي بن ابي طالب و منه الله علم لم يسلم	٨٢
بيان المصنف الاول و هم الدهريون -	٨٥	القول في نشر العلم عند الاعراض عنه -	٨٥
بيان المصنف الثاني و هم الطبيعيون -	٩٢	سبح في بيان التجليل بالاسلام من الفلاسفة	٩٢
بيان المصنف الثالث و هم الاثيون -	١٠٢	و كراهية محبة مجرته للحال التي عليها يطلق	١٠٢
فصل في اقسام علوم الفلاسفة -	١٠٢	صفة طين كبحان الحلال البيا و ما يعني	١٠٢
بيان علم المنطقيات -	١٠٢	تحت فهرست المتقدم من اصدار و الحمد	١٠٢
بيان علم الطبيعيات -	١٠٢	على كل حال -	١٠٢

یہ جو قیمت فی فضل الدین کو تھی ماکنا ایشا لاہور میرزا سے تھے



نام کتاب	جلد	نام کتاب	جلد	نام کتاب	جلد
عجائب الحساب	۱	رحم انصاف عالی	۱	مجموعه کتب پرورش خان	۱
مستطاب المیزان اول دوم	۲	سلسله نکاح مست	۱	کتب پرورش خان	۱
اقلیدس کمال منظر	۱	شرعی حکیم محمود خان	۱۲	مجموعه کتب پرورش خان	۱۲
مشیر نوان هر دو جلد	۲	تصدیه العیاشیه	۲	ابن الوقت	۲
لذت الریاض	۳	چهار گلزار عالی	۱۰	مواظف حسن	۱۰
رساله نور العین	۴	مخمس سلیم	۱۰	محضات	۱۰
معمول احمدیه جلد اول	۲	مخمس حسرت	۱۰	ایامی	۱۰
دوم	۲	مدرس سعید	۸	عزاة العروس	۸
سوم	۲	جریده صبرت	۸	تربیه النصح	۸
تفصیله الصبیان	۵	نیرنگ خیال	۴	بنات النعش	۴
اسلام کی فنیکی تجربین	۴	آب حیات	۴	منتخب الحکایات	۴
قافله عشق هر دو جلد	۴	دیوان ذوق بکمل	۱	اہتمام محبت	۱
نایخ اسپین هر دو جلد	۱۲	تفصیلت	۲	رسم الخط	۲
کچھ ناز سراج الدین	۶	تہذیب الاخلاق	۲	چندیند	۲
کچھ نام غزالی رح	۱۵	مکارم الاخلاق	۳	قواعد فاسی	۳
مخمس مجید	۵	محاسن الاخلاق	۴	حیات حدی عالی	۴
شعوی الاخوت	۸	تعلیم الاخلاق	۹	مدرس علی محمدیہ	۹
گلزار فریدی	۶	تعلیم الخصال	۲	شعر	۲
جواہر فریدی	۴	تعلیم الانظام	۲	مناجات بیوہ عالی	۲
مرآة العاشقین	۸	سبوح الاثنی عشر اول	۲	حقوق اولاد	۲
رسالہ دافع الضیق	۸	دوم	۲	شکر مہند	۲
رسالہ گزینی حساب	۳	سوم	۱	برکھارت	۱
زبانی حساب کلان	۸	چہام	۱	حب وطن	۱

المستشرق فی فضل الہدیۃ بکرت قومی وکلاس اخبار اشاعت لاہور کتب